

مشترک۔ ہم سما جاتے ہیں۔ — خ۔

اگر یہ تمہیں مل جائے تو تہہ کر کے واپس کر دینا۔

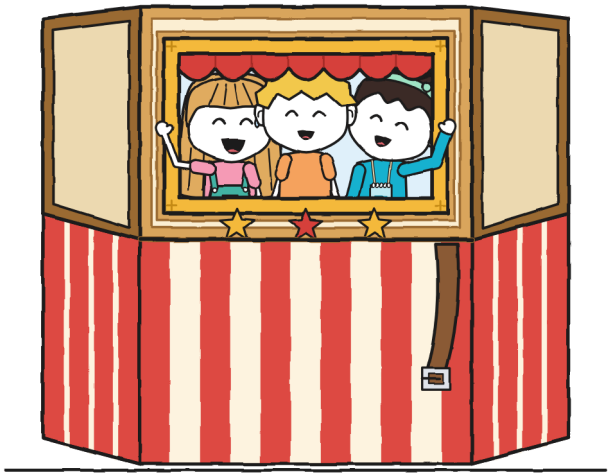
صرف کہانی میں

یہ مہر اس چیز کی علامت ہے جو صرف کہانی میں ہوتی ہے۔ اصلی ڈریگن نہیں ہوتے اور پارسل اڑ کر واپس نہیں آتے۔ اصلی منتقلی کے لیے آخری صفحہ دیکھو۔ — خ۔

نامکمن ڈیلیوریاں ۰ 6

ایک جگہ، ہم تین

LinguAula



(گُنی کی ڈائری)

سائز XL ۰ تصویری ناول ۰ +۱۳

ناممکن ڈیلیوریاں · 6
ایک جگہ، ہم تین

چھٹی کتاب۔ اس سے پہلے کی کتابیں: «یہ پارسل کاٹتا ہے»، «گرج سے پہلے نہ کھولیں»، «واپس بھیجیں، پلیز»، «یہاں نہیں، ریزہ!» اور «ایک کیک، ہم دو»۔

متن اور تصاویر: LinguAula

اردو ایڈیشن: LinguAula

سائز XL · تصویری ناول · +۱۳

پہلا ایڈیشن: 2026

© 2026 LinguAula · info@linguaula.com

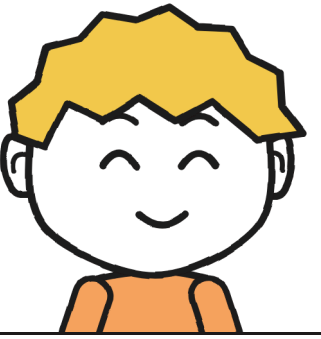
اسے آزادانہ فوٹو کاپی کیا جا سکتا ہے، کلاس کے لیے بھی اور گھر کے لیے بھی۔

فونٹس: Noto Sans Arabic، Baloo Bhaijaan 2، Aref Ruqaa، Andika، Patrick Hand، Caveat، Courier Prime (SIL OFL لائسنس)۔

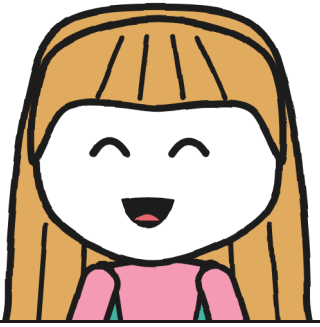
ہر باب کی مشق linguaula.com پر کریں

یہ تین میں اٹھتا ہے۔ دستہ میں نے جن لیا۔ — خ۔

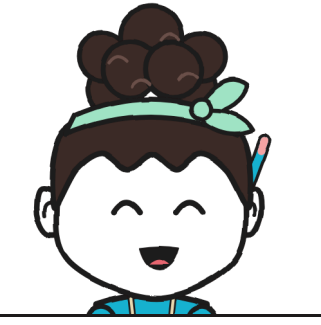
کون کون ہے



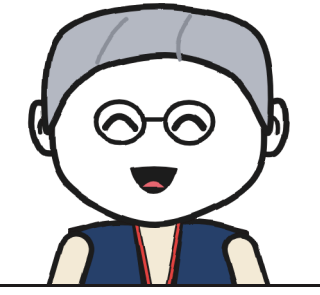
گُنی۔ سینٹی میٹر میں ناپتا ہے۔ اس ہفتے ایک اور چیز بھی گنتا ہے۔



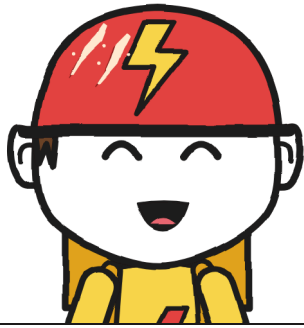
خولیتا۔ راستہ اسے یاد ہے۔ سمجھانا الگ بات ہے۔



نوآ۔ خولیتا کی پرانی سہیلی۔ قدموں میں ناپتی ہے: قدم ہمیشہ اس کے ساتھ رہتے ہیں۔



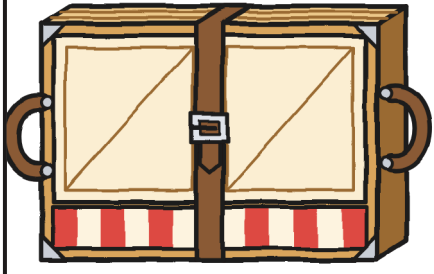
آئرین۔ تھیٹر کی ورکشاپ چلاتی ہیں۔ راستہ نہیں بتاتیں: «رُکو» کہتی ہیں۔



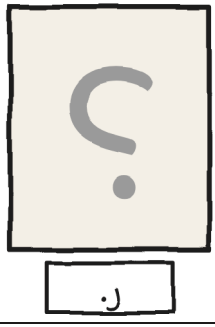
ٹونیو۔ «برق» کا اور دکان کا۔ وقت ناپتا ہے، رائے نہیں دیتا۔ تقریباً۔



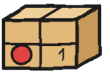
مارا۔ پارسل ادھار دیتی ہیں۔ ڈبہ نہیں چھوڑتیں۔



نمبر ٦۔ ایک تھیٹر جو ایک ڈبے میں سما جاتا ہے۔ اگر کوئی پٹہ نہ پکڑے تو جہاں چاہے کھل جاتا ہے۔



ر۔ ارسال کنندہ۔ اس بار انوینٹری میں اس نے ایک سطر چھوڑی۔



باب 1

تین کی ضرورت کیوں ہے؟

ڈائری نمبر ۵ دو سوئیوں پر ختم ہوئی جو ایک گھڑی کے ڈائل پر تھیں، اور میں نے اسے ایسے ہی بند کر دیا، کسی سوئی سے ہٹنے کو کہے بغیر۔ ختم شدہ ڈائری ویسی ہی رہتی ہے جیسی تم چھوڑو۔ ان کی یہی اچھی بات ہے: اب کوئی ان سے بحث نہیں کر سکتا۔

نمبر ٦ نارنجی ہے۔ مالٹے جیسی نارنجی، وہ جو ایک ہی بار میں چھل جاتے ہیں اگر جلدی نہ ہو، اور اس پر بھی ایک کونے میں دکان کی مہر ہے۔ مارا نے اسے گلابی والی کے برابر کاؤنٹر پر رکھا اور پچھلے کمرے میں کچھ ڈبے سیدھے کرنے چلی گئیں جو پہلے ہی سیدھے تھے۔ مارا ڈائریاں دیتی نہیں: وہاں رکھ دیتی ہیں جہاں تم دیکھو گے۔

پہلے صفحے کے لیے میرے پاس ایک رسم ہے۔ نمبر ۲ پر میں نے «سرکاری» لکھا؛ ۳ پر «خفیہ»؛ ۴ پر «آخری»؛ ۵ پر «پرسکون»۔ تالے والے چار لفظ، اور چاروں خولیتا نے سب سے پہلے پڑھے، مجھ سے بھی پہلے۔ اس بار میں نے ایسا لفظ ڈھونڈا جو اس بات کو پہلے ہی مان کر چلے۔

اوپر میں نے لکھا گُنی کی تقسیم کی ڈائری ٦، جو لکھنے کا دستور ہے۔ اس کے نیچے ایک ہی لفظ:

مشترک۔

اور آدھا صفحہ خالی چھوڑ دیا، کہ کہیں ضرورت پڑے۔ مجھے نہیں معلوم تھا کس ضرورت کے لیے۔ جلد معلوم ہو گیا: وہ ایک منٹ بھی خالی نہیں رہا۔

خولیتا کاؤنٹر کے دوسری طرف تھی۔ اس نے ڈائری مانگی نہیں؛ ایک انگلی سے کھینچ لی، ہرا مارکر کھولا اور آدھے صفحے پر اتنے بڑے حروف میں لکھا کہ حاشیے تک پہنچ گیا، سوچا، اور حاشیے میں بھی لکھتی گئی۔ پھر «میں نے نہیں کیا» والا چہرہ بنا کر مارکر بند کر دیا، ایسا چہرہ جو اس دکان میں اب سب کا ہو چکا ہے۔

میں نے پہلا صفحہ اپنی لکھائی سے مشترک کر دیا۔ — خ.

میں نے ناپا کہ اس نے کتنی جگہ گھیری: نچلا آدھا، پورا کا پورا۔ میرے لفظ نے اپنے گرد جو ہوا چھوڑی تھی، اس سمیت اوپر والا آدھا لے لیا۔ دو آدھے۔ مجھے یہ بہت معقول تقسیم لگی۔



ہمیشہ کی طرح، اس کے لیے جو دوسری ڈائریاں پڑھے بغیر اس تک آ پہنچے۔ دکان کا نام انٹریگاس امپوسیبلس ہے اور وہ مارا کی ہے، جو جادوگرنی ہیں، بنفشی ٹوپی پہنتی ہیں اور ان کی مہر جب لگتی ہے تو بجھی ہوئی موم بتی کی بو والی چنگاریاں چھوڑتی ہے۔ بائیں طرف کی الماری میں وہ واپس شدہ پارسل رکھتی ہیں: وہ پارسل جو کوئی ڈیلیور نہیں کر سکا، سب کے سب ر. کے بھیجے ہوئے۔ اگر وصول کرنے والا لیبل پر مٹنے والی نہ ہونے والی سیاہی سے دستخط نہ کرے تو پو پھٹتے ہی پارسل اڑ کر اپنے شیلف پر لوٹ آتا ہے۔ وہ بیس تھے۔ خولیتا اور میں نے پانچ پہنچا دیے: ازدہے کا ایک انڈا، پاؤں والے کچھ بیج، ایک گھنٹی، پہنچنے کا ایک سامان اور ایلیسا کی بیکری کے لیے ایک ٹیک۔ دیوار پر،

ہری لکھائی میں، لکھا ہے «باقی ۱۵»۔ برق والے ٹونیو کی جگہ الٹے ڈبے پر ہے، اسٹولوں کے پاس۔ فی الحال۔

پیر کو، ایلیسا کے رقعے کے اگلے دن، میں اسکول سے نکلا اور سیدھا دکان گیا۔ خولیتا کاؤنٹر پر ہاتھ میں لفافہ لیے میرا انتظار کر رہی تھی۔ وہ نہ ہرا تھا نہ نیلا، جو دو لفافوں کے رنگ میں جانتا ہوں۔ وہ فیروزی تھا، اور بند تھا۔ وہ اسے دو انگلیوں سے ایک کونے سے پکڑے ہوئے تھی، جیسے جلتا ہو۔

«ڈاکیہ لایا ہے۔ اس پر لکھا ہے ‹انٹریگاس امپوسیبلس کی دکان کے نام›۔ میں نے ابھی تک کھولا نہیں۔»

«کتنی دیر سے؟»

«اٹھائیس منٹ،» ٹونیو نے اپنے ڈبے سے گھڑی دیکھتے ہوئے کہا۔ «محلے کا ریکارڈ۔»

اس نے دکان کے اندر ہیلمٹ پہن رکھا تھا، پنجے کی دو لکیروں والا، اور گھڑی آستین کے باہر، تاکہ آستین چڑھانے میں وقت ضائع نہ ہو۔

میں خولیتا کو جانتا ہوں۔ اس کے ہاتھ میں بند لفافہ اتنی دیر رہتا ہے جتنی دیر اسے پٹی ڈھونڈنے میں لگے۔ اٹھائیس منٹ صبر نہیں تھا۔ کوئی اور چیز تھی، اور مجھے نہیں پتا کون سی۔

میرا نہیں تھا۔ جو لفافے میرے نہیں ہوتے وہ تین گنا بھاری ہوتے ہیں۔ — خ.

مارا نے اسے ناخن سے کھولا، ضرورت سے زیادہ کاغذ پھاڑے بغیر۔ خط صاف لکھائی میں تھا، کسی بڑی عمر والی کی، ان لکھائیوں جیسی جو سطر کے آخر میں ٹیڑھی نہیں ہوتیں:

«میں آئرین ہوں، محلے کے مرکز میں تھیٹر ورکشاپ کی ذمہ دار۔ انوینٹری درست کرتے ہوئے مجھے ایک سطر ملی: ‹تہہ ہونے والا چھوٹا تھیٹر: وصولی زیر التوا›۔ کیا آپ کے پاس ہے؟ ہفتہ ۳۱ کو محلے کا مقابلہ

ہے۔ اگر چھوٹا تھیٹر تہہ ہو کر ہمارے صحن میں پہنچے، تین کی ٹیم لے کر آئے، تو میں وہیں دستخط کر دوں گی۔ نوآ کی ٹیم میں تین کی جگہ ہے اور فی الحال صرف وہی ہے۔»

اس کے نیچے، ایک اور لکھائی میں، چھوٹی اور سیدھی، فیروزی رنگ میں:

«خولیتا: میں ہی ہوں! اب میں تھیٹر کرتی ہوں۔ کسی کو لے آؤ جو پارسلوں کے بارے میں جانتا ہو۔ —نوآ»۔

خولیتا نے دستخط پڑھے اور اس کا منہ ایک طرف سے اوپر اٹھ گیا، صرف ایک طرف، جیسے کوئی ایسی بات یاد آ جائے جو سنانے کا ارادہ نہ ہو۔ اس نے آہستہ سے «نوآ» کہا، جیسے کسی ایسی گلی کا نام لیتے ہیں جہاں سے ہزار بار گزرے ہوں۔

«جو پارسلوں کے بارے میں جانتا ہو»۔ وہ میں تھا۔ «پارسلوں» والی بات مجھے اچھی لگی۔ «کوئی» والی کم۔



پانچ بجے دونوں آئیں۔

آئرین کے پاس ایک فائل تھی، جیبوں سے بھری گہری نیلی واسکٹ، اور گلے میں لٹکی سیٹی۔ ان کے بال چھوٹے اور سرمئی تھے اور گول عینک، اور اسی سے انہوں نے دکان شیلف بہ شیلف دیکھی، جیسے وہ انوینٹری کر رہی ہوں جو کسی نے ان سے مانگی نہ ہو۔ نوآ کے گلے میں ایک رسی سے لٹکی نوٹ بک تھی اور کان کے پیچھے فیروزی پنسل۔ بال گھنگھریالوں کے اونچے جوڑے میں، پودینے جیسے ہرے رومال سے بندھے؛ سویٹر فیروزی، لفافے جیسا۔ اس کی ہر چیز اپنی جگہ پر لگی لگتی تھی کہ ڈھونڈنا نہ پڑے۔

خولیتا کاؤنٹر کے پیچھے سے نکلی، چھوٹا دروازہ کھولے بغیر، نیچے سے، اور دونوں گلے ملیں۔ اتنی دیر گلے ملتی رہیں کہ مجھے ناپنے کا وقت مل گیا: گیارہ سیکنڈ۔ میں ایک طرف ڈائری لیے کھڑا رہا۔ ڈائری اس کام کی بھی ہوتی ہے: ہاتھ میں کچھ رکھنے کے لیے۔

«یہ گُنی ہے،» خولیتا نے کہا۔ «پارسلوں کے بارے میں جانتا ہے۔»

«ہیلو، پارسلوں کے بارے میں جاننے والے گُنی،» نوآ نے کہا۔ اور اپنی نوٹ بک میں میرا نام لکھ لیا۔

پورا لکھا، اس نئے لقب کے ساتھ جو ابھی لگایا تھا۔ جہاں میں کھڑا تھا وہاں سے دیکھا کہ صفحے پر میں دوسری سطر ہوں۔ پہلی میں «خولیتا» تھا، اور اس کے نیچے ایک لکیر، ان چیزوں کی طرح جو ہو چکی ہوں۔



مارا نیلے اسٹول پر چڑھیں اور شیلف سے نمبر ٦ اتارا۔ باقی سب جیسا ایک ڈبہ، نہ بڑا نہ چھوٹا۔ لیبل پر ٹائپ کی ہوئی پانچ سطریں تھیں: نمبر ٦۔ صحن کی ورکشاپ۔ دونوں دروازوں سے داخلہ۔ تہہ کر کے دیں۔ اور نیچے، حسب معمول، ارسال کنندہ: ر۔ گرد نو مہریں «واپس شدہ» کی۔

«نو مہریں،» خولیتا نے کہا۔

«‹دونوں دروازے›،» نوآ نے پڑھا۔ «کون سے دو دروازے؟»

آئرین کو معلوم نہیں تھا۔ مارا کو بھی نہیں۔ میں نے سوالیہ نشان کے ساتھ لکھ لیا، جو میں تب لکھتا ہوں جب کوئی بات نہیں جانتا اور چاہتا ہوں کہ درج رہے کہ مجھے احساس ہے۔

«میں اسے نو بار لے گئی،» مارا نے کہا۔ «پیر کو سلائی والیاں کھول لیتیں۔ بدھ کو کورس۔ جمعے کو شطرنج۔ ‹ورکشاپ؟ یہ یہاں نہیں ہے۔› ورکشاپ کے نام پر کوئی دستخط نہیں کرتا تھا۔»

بات کے دوران میں نے اسے بنایا، تین خانوں میں: مارا، ڈبہ بغل میں، ایک ہی دروازے کے سامنے، اور دروازے پر باری باری ایک دھاگے والی سوئی، ایک سُر کا نشان اور شطرنج کا گھوڑا، جو کچھ نہیں کہتا تھا کیونکہ شطرنج میں خاموش رہا جاتا ہے۔ اس کے نیچے ڈبہ صبح سویرے دکان کی کھڑکی سے اندر آتا ہوا۔ نو بار۔

«تھیٹر صحن میں مشق کرتا ہے،» آئرین نے کہا۔ «اور صحن میں گھنٹی نہیں ہے۔»

انہوں نے فائل کھولی اور مارا کو محلے کے مرکز کی مہر والا ایک ورق دکھایا۔ مارا نے ناک بہت قریب لے جا کر پڑھا، جو ان کے پڑھنے کا وہ انداز ہے جب بات کو سنجیدگی سے لینا ہو۔

«اب رجسٹر میں ہے: ‹تھیٹر ورکشاپ۔ ذمہ دار: آئرین›۔ ورکشاپ پر اب کوئی دستخط کرتا ہے۔»

«اب جب دستخط کرنے والا موجود ہے تو مارا اسے اپنے ڈبے میں کیوں نہیں لے جاتیں، ایلیسا کی ٹیک کی طرح؟» خولیتا نے پوچھا۔

«اپنے ڈبے میں تو میں اسے نو بار لے گئی،» مارا نے کہا۔ «اب شرطیں وصول کرنے والا طے کرتا ہے۔»

«تہہ ہونے والا چھوٹا تھیٹر چوکوں میں لے جانے کے لیے ہوتا ہے،» آئرین نے کہا۔ «مجھے دیکھنا ہے کہ میرے بچے اسے گلی میں اٹھا سکتے ہیں۔ نہ اٹھا سکیں تو میرے کام کا نہیں۔ اور جو میرے کام کا نہ ہو، اس پر میں دستخط نہیں کرتی۔»

«یہ بات میں نے ایک بیکری میں سنی ہے،» مارا نے کہا۔

خط پڑھنے کے بعد سے میرے پاس ایک سوال تھا، اور میں نے وہ گھس جانے سے پہلے پوچھ لیا۔

«اور تین کی ضرورت کیوں ہے؟»

میں نے سچ مچ پوچھا۔ دو دستوں والی گٹھری؛ دو لوگ، ہر دستے پر ایک۔ میں نے انگلیوں پر گنا تھا اور دو بنتے تھے۔

کوئی نہیں ہنسا۔ آئرین نے عینک کے اوپر سے مجھے دیکھا، جیسے کوئی ایسا پرزہ دیکھا جاتا ہے جو توقع سے بہتر بیٹھتا ہو۔

«اچھا سوال ہے۔ منگل کو، صحن میں، اس کا جواب آپ لوگ دیں گے۔»

مارا نے اپنی کتاب کھولی اور اپنی شرطیں لکھیں۔ مارا کی شرطیں ہمیشہ ایک ہاتھ میں سما جاتی ہیں؛ میں نے اپنے ہاتھ سے گنیں اور انگوٹھا بچ گیا:

- نمبر ٦: مشق کے لیے ادھار۔
- آئرین کے ساتھ یا میرے ساتھ نکلتا ہے۔
- تہہ ہو کر لوٹتا ہے۔
- یہیں سوتا ہے۔

لیبل ڈبے پر رہتا ہے، اور ڈبہ مارا کے پاس۔

اگر یہ اپنے شیلف پر سوئے تو ہو بھتے وقت لوٹنے کو کوئی جگہ نہیں رہتی۔
یہ اب بھی نو مہروں پر ہے۔ میں نے پوچھا تھا۔ — خ.



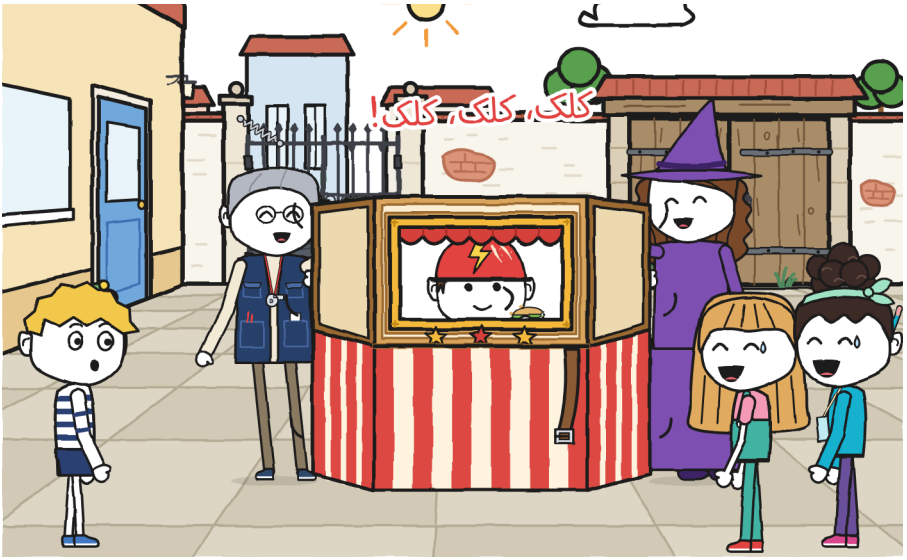
منگل کو ہم محلے کے مرکز کے صحن گئے۔ فٹ پاتھ سے ایک لوہے کا پھاٹک ہے جس پر رنگ کی بہت تہیں ہیں، جو خود بند ہو جاتا ہے: چھوڑو تو آہستہ آہستہ لوٹتا ہے اور کلک کی آواز پر رک جاتا ہے، جیسے کوئی کتا بغیر کہے بیٹھ جائے۔

مارا نے ڈبہ زمین پر رکھا اور ڈھکن کھول دیا۔ باہر نکلتے ہی چھوٹا تھیٹر پھیلا، جیسے ایلیسا کی ٹیک پھیلی تھی۔ میں اب ڈرتا نہیں: فیتہ نکال لیتا ہوں۔

بند حالت میں وہ لکڑی کے تختوں اور کپڑے کی ایک چپٹی گٹھری تھی، ہر طرف ایک دستہ، اور ایک پٹہ جو تین سوراخوں کے بکسوے سے گزرتا تھا۔ ایک میٹر ضرب ستر سینٹی میٹر، اور پہلو کے رخ ایک بالشت۔ پھاٹک، ایک پٹ کھلا ہوا، نوے سینٹی میٹر۔ پہلو کے رخ وہ پھاٹک سے گزر جاتا تھا۔ یہ آسان بات تھی۔

سب سے پہلے آئرین یہ دیکھنا چاہتی تھیں کہ پورا ہے یا نہیں۔ انہوں نے پٹہ کھولا اور گٹھری کو گھمایا۔ تختے اپنے وزن سے خود کھل گئے، ایک کے بعد ایک: کلک، کلک، کلک۔ تین دیواروں والا ایک اسٹیج، چھوٹا پردہ اور پچھلے تختے میں چوکھٹے والی ایک کھڑکی۔

کھڑکی میں سے ٹونیو نظر آیا، جو فٹ پاتھ پر سینڈوچ لیے گزر رہا تھا۔ اس کا منہ بھرا ہوا تھا۔ سلام نہ کر سکا۔ ایک لمحے رکا رہا، چوکھٹے میں، ہیلمٹ پہنے، ایک گال دوسرے سے موٹا، جیسے کسی بڑے آدمی کی تصویر جو کھانے کے وقت بنائی گئی ہو۔



«پورا ہے،» آئرین نے کہا۔ «ورکشاپ کا اصول: ہاتھ دستوں پر۔ قبضوں پر کبھی نہیں۔ اور موڑوں پر کوئی پٹہ سنبھالے۔»

میں نے جوں کا توں لکھ لیا۔

آئرین اور مارا نے اسے تہہ کیا اور پٹہ باندھ دیا۔

«ہم آزماتی ہیں،» خولیتا نے کہا۔ نوآ پہلے ہی دوسرے دستے پر تھی۔

انہوں نے فیصلہ کرنے کے لیے ایک دوسرے کو دیکھا بھی نہیں۔ کہا بھی نہیں: ہر ایک اپنی طرف چلی گئی جیسے روز کی کرسی کی طرف جاتے ہیں۔

انہوں نے تین تک گنا اور اٹھا لیا۔ اٹھ گیا۔ انہوں نے صحن کا ایک چکر لگایا، آہستہ آہستہ، کہنیاں ذرا کھلی ہوئی، اور چھوٹا تھیٹر دونوں کے بیچ بغیر ہلے چلتا رہا، جیسے اچھی طرح اٹھائی ہوئی ٹرے۔ وہ پھاٹک تک پہنچیں۔ پھاٹک بند تھا۔

خولیتا نے اسے دیکھا۔ نوآ نے دیکھا۔ ان کے چار ہاتھ تھے اور چاروں بھرے ہوئے۔

میں دو میٹر دور تھا، دونوں ہاتھ خالی اور ایک ڈائری کے ساتھ۔

آئرین، پیچھے، فائل سینے سے لگائے، کچھ نہیں بولیں۔ نہ «ان کی مدد کرو» نہ «تم»۔

میں نے پھاٹک کو پیٹھ سے روکا۔ وہ گزر گئیں۔ آئرین نے فائل میں کچھ لکھا۔



اس شام میں نے اس ڈائری کا آلہ ایجاد کیا۔ یہ میرے کیرئیر کا پانچواں ہے، لرزش پیما، سرخی پیما، قرب پیما اور شور پیما کے بعد، اور پہلا جو کسی ایک شخص کو نہیں ناپتا بلکہ کئی کو ایک ساتھ۔ میں نے اسے نام دیا تین کا پیما، «ہر حصے میں کون کیا کرتا ہے»۔ ہر حصے کی ایک قطار اور تین خانے، ہر ایک میں اپنی چھوٹی تصویر:

- اٹھانا: دو ہاتھ، دو دستے۔
- رہنمائی: بتانا کہاں سے اور کب۔
- راستہ بنانا: دروازے، فٹ پاتھ کے کنارے، لوگ۔

پہلی قطار میں، «صحن، پہلی کوشش»، میں نے «خولیتا اور نوآ»، «خولیتا اور نوآ» اور ایک خالی خانہ لکھا۔ دوسری میں، «صحن، دوسری کوشش»، وہی، لیکن تیسرے خانے میں «گُنی» لکھا۔

دو نام دہرائے ہوئے اور ایک خالی خانہ: گزر نہیں ہوتا۔ خانہ بھرا ہو تو ہوتا ہے۔ آئرین کے لیے میرے پاس جواب تھا، اور میرا اپنا۔

اور ایک اور چھوٹی بات لکھی: «پھاٹک کو پتھر بھی تھام سکتا ہے»۔

میں نے اسے پنسل پر بمشکل زور دے کر لکھا۔



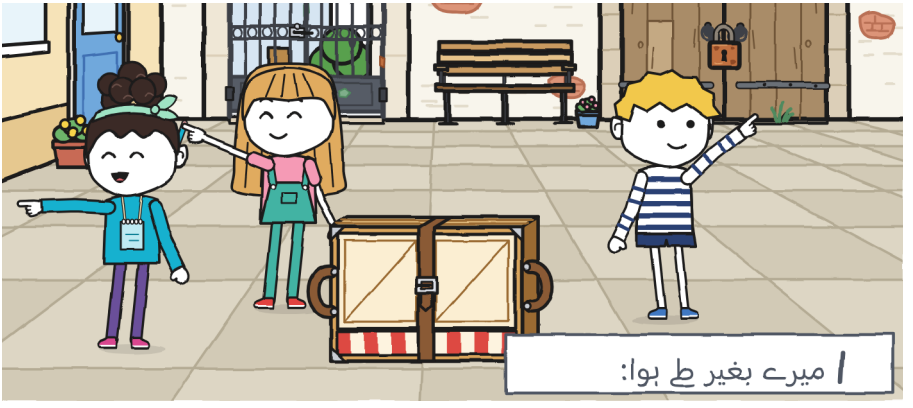
لیبل سمجھنا باقی تھا۔

«دو دروازے پھاٹک کے دو پٹ ہیں،» خولیتا نے کہا۔

«دونوں کھولنے پڑیں گے،» نوآ نے کہا۔

«ہم پہلے باہر سے چار دیواری ناپ سکتے ہیں،» میں نے کہا۔

ہم تینوں نے ایک ساتھ اشارہ کیا۔ خولیتا نے پھاٹک کی طرف۔ نوآ نے ورکشاپ کے کمرے کی طرف۔ میں نے گلی کی طرف۔



«بعد میں،» دونوں نے کہا۔

دونوں نے ایک ساتھ کہا، ایک ہی سُر میں، جیسے مشق کی ہو۔ مشق کی ہی ہو گی، شاید۔ برسوں۔

میں اکیلا گیا۔ پھاٹک سے نکلا، جو میرے پیچھے کلک کے ساتھ بند ہو گیا، اور فیتے سے ناپتے ہوئے چار دیواری کا چکر لگایا، حصہ بہ حصہ، ہر عدد گھٹنے پر ٹکی ڈائری میں لکھتے ہوئے۔ چار دیواری لمبی تھی اور ایک ایسی گلی میں نکلتی تھی جس میں ٹھہرے پانی کی بو تھی۔ اور وہیں، موڑ پر، مجھے ایک چیز ملی۔

میں جلدی لوٹا، وہ چیز سر میں لیے اور فیتہ ابھی لپیٹے بغیر، فٹ پاتھ پر ایک میٹر پیلا گھسیٹتے ہوئے۔ جب اندر آیا تو خولیتا اور نوآ کسی ایسی بات پر ہنس رہی تھیں جو میرے محلے میں آنے سے پہلے کی تھی۔ کندھوں سے ہنس رہی تھیں، بغیر آواز کے، اور نوآ خولیتا کے بازو کو چھو رہی تھی کہ رک جائے، اور خولیتا رکتی نہیں تھی۔

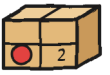
میں نے منہ کھولا۔

«فیصلہ ہو چکا، گُنی،» خولیتا نے کہا۔ «دونوں پٹ ہیں۔»

صفحے کے نچلے کونے میں، چھوٹا اور پنسل سے، میں نے لکھا: میرے بغیر طے۔ اور ساتھ ایک لکیر۔ میں نے اسے منہ کھلا ہوا لکھا۔

میں نے منہ بند کیا۔ اور ڈائری بھی۔

وہ لکیر میں نے دو دن بعد دیکھی۔ وہ میری تھی۔ — خ۔



باب 2

راستہ کون جانتا ہے؟

بدھ کو پہلا سفر تھا: دکان سے صحن تک، گلی سے، چھوٹا تھیٹر کندھوں پر اور لوگ دیکھتے ہوئے۔ میں نے شام کی کلاس ایک ورق کے حاشیے میں پیما بناتے گزاری تھی، ایک نئی قطار اور خالی خانوں کے ساتھ، کہ ہم تینوں مل کر بھریں۔

جب میں دکان پہنچا تو پیما پہلے ہی بھرا ہوا تھا۔ ہرے رنگ میں۔

خولیتا نے میری ڈائری آلے والے صفحے پر کھولی تھی اور اشتہار والی لکھائی میں ایک قطار بڑھا دی تھی: «دکان ← صحن»۔ «اٹھانا» کے خانے میں لکھا تھا «گُنی اور نوآ»۔ «رہنمائی» میں، «خولیتا»۔ «راستہ بنانا» میں، پھر «خولیتا»۔ مارکر اب بھی اوپر پڑا تھا، کھلا ہوا، جیسے ایسا ثبوت جسے چھپانے کی کسی نے زحمت نہ کی ہو۔

«تم اور نوآ اٹھاؤ گے،» خولیتا نے کہا۔ «رہنمائی میں کروں گی، مجھے راستہ آتا ہے۔ اور میں آگے ہوں گی تو راستہ بھی میں ہی بناؤں گی۔»

«ہم نے آتے ہوئے سوچ لیا تھا،» نوآ نے کہا۔

اس نے جیتنے کے لیے نہیں کہا۔ ایسے کہا جیسے پتہ بتایا جاتا ہے: کیونکہ سچ تھا۔ وہ دونوں کہیں سے ساتھ آ رہی تھیں اور راستے میں سوچ لیا تھا۔ میں نے اپنے راستے میں یہی سوچا تھا لیکن ایک ورق کے حاشیے پر، اور وہ آنا شمار نہیں ہوتا۔

ہرے رنگ کو مٹایا نہیں جاتا۔ دوسری لکیر۔



«نکلنے سے پہلے ہم ایک نقشہ بنا سکتے ہیں،» میں نے کہا۔ «موڑوں پر نمبر لگا کر۔»

آدھا میرے سر میں بنا ہوا تھا: دکان کا دروازہ، فٹ پاتھ کا کنارہ، جوتوں کی دکان، چھوٹا چوک، موڑ اپنے اپنے نمبر کے ساتھ ایک دائرے کے اندر، جیسے ریل کے اسٹیشن۔

«نقشہ نہیں چاہیے،» خولیتا نے کہا۔ «لنگڑی مچھلی تک سب سیدھا ہے۔»

نوآ کو ہنسی آ گئی۔ خولیتا کو بھی۔ چھوٹی ہنسی نہیں: ایسی جو ایک سے شروع ہو کر دوسری کو لگ جائے پہلی کے ختم ہونے سے پہلے، اور پھر لوٹ آئے، اور پتہ نہ چلے کون اسے لیے ہوئے ہے۔

«کون سی مچھلی؟»

«لنگڑی مچھلی، لنگڑی مچھلی ہے،» نوآ نے کہا، ابھی تک دہری ہو کر۔

«یہ لمبی کہانی ہے،» خولیتا نے کہا۔

«اور بہت اچھی،» نوآ نے کہا۔

میں نے انتظار کیا۔ پنسل ہوا میں تھی، کہانی لکھنے کو تیار، کہ شاید راستے کے کام آئے۔ انہوں نے نہیں سنائی۔ آہستہ آہستہ وہ سنبھلتی گئیں، آستین سے آنکھیں پونچھتی ہوئیں، اور جب ایک دوسری کو دیکھتی تو ذرا سی پھر لوٹ آتی، ہچکی کی طرح۔

میں نے پنسل نیچے کی۔ تیسری لکیر۔



مارا نے چھوٹا تھیٹر اپنے ڈبے سے دکان کے دروازے پر، فٹ پاتھ پر، نکالا، اور ڈبہ اپنے لیبل اور نو مہروں سمیت اندر رہ گیا۔ نوآ نے پٹہ پہلے سوراخ میں باندھا۔

«اس طرح پہنچ کر جلدی کھل جاتا ہے۔»

یہ اچھی وجہ تھی۔ میں نے لکھ لیا: «سوراخ ۱: جلدی کھلتا ہے»۔ باقی نہیں لکھا، کیونکہ باقی مجھے ابھی معلوم نہیں تھا۔

میں آگے تھا اور نوآ پیچھے، ہر ایک کا ایک ہاتھ اپنے دستے پر۔ آگے گلی دکھائی دیتی ہے۔ پیچھے صرف چھوٹا تھیٹر دکھائی دیتا ہے: ناک سے ایک بالشت پر ایک میٹر لکڑی اور رنگی ہوئی کپڑا، جیسے الماری کے پیچھے چلنا۔ نوآ نے دوسرا ہاتھ پٹے کے پاس رکھا تھا، عادت سے یا آئرین کے اصول سے، اور دھیمی آواز میں گنتی تھی۔ قدم گنتی تھی۔ آگے سے میں اسے سنتا: «... اکیس، بائیس...»، اسی لہجے میں جس میں دوسرے گنگناتے ہیں۔

آئرین سب سے پیچھے آ رہی تھیں، فائل اور سیٹی کے ساتھ۔ وہ یہ نہیں بتاتی تھیں کہ کہاں سے۔ فٹ پاتھ کا کنارہ آتا تو «رُکو» کہتیں۔ بس ایک بار اور آواز اونچی کیے بغیر، اور ہم رک جاتے، اور ایسا لگتا جیسے پوری گلی ہمارے ساتھ رک گئی ہو۔

خولیتا راستہ بہت اچھا بناتی تھی۔ چند قدم آگے چلتی، الٹے پاؤں، بازو ایسے ہلاتی جیسے کوئی ٹرک پارک کرا رہا ہو۔

«راستہ دو، تھیٹر آ رہا ہے!»

جوتوں کی دکان والی عورت دروازے پر آ گئی دیکھنے، ایک نیم بندھا جوتا ہاتھ میں لیے۔ ایک صاحب کتے کے ساتھ ایک پھاٹک میں رک گئے؛ کتا بھی رکا، جو زیادہ مشکل ہے۔ دور، محلے کی دوسری طرف، ایک گھنٹی بجی۔ ٹن ٹن۔

«برق اپنی آزمائش کی مشق کر رہا ہے،» نوآ نے کہا۔ «سائیکل پر ہیں، ایک لفافے کے ساتھ۔ ہم پیدل ہیں، اس کے ساتھ۔»

«اس کے ساتھ دوڑا نہیں جاتا،» آئرین نے کہا۔

ٹونیو نے پیر کو بتایا تھا: برق کے ہر اسٹیشن پر تینوں ساتھ پہنچنا ہوتا ہے، ورنہ گنتی نہیں ہوتی۔ میں نے تب لکھ لیا تھا، بغیر جانے کس لیے۔



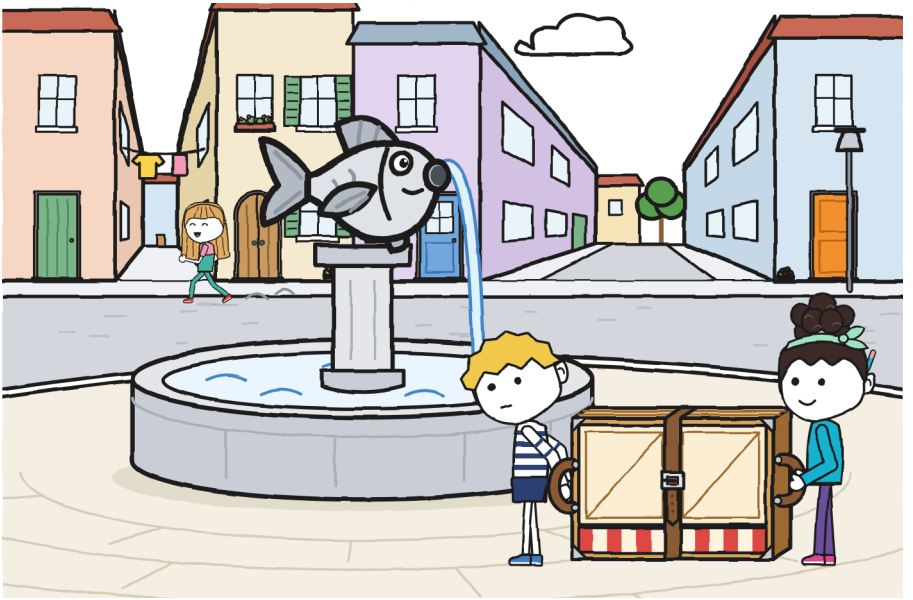
ہم فوارے والے چھوٹے چوک پر پہنچے۔ وہ گول ہے، گرد بنچیں اور کچھ کبوتر جو کسی کے لیے نہیں ہٹتے۔ خولیتا مڑی، ہدایت چلائی اور بیچ کی طرف دوڑ پڑی، تاکہ پھاٹک روکتی جائے۔

«لنگڑی مچھلی تک سیدھے، پھر مڑو!»

اور وہ جا چکی تھی۔ اس کی دھاری دار ڈانگری دو لوگوں کے بیچ ایک لمحہ دکھائی دی اور پھر کچھ نہیں۔

فوارے کے بیچ میں ایک چھوٹے ستون کی چوٹی پر پتھر کی ایک مچھلی ہے، منہ کھولے، جیسے کچھ کہنے والی ہو اور پھر ارادہ بدل لیا ہو۔ میں نے اسے اچھی طرح دیکھا۔ میری طرف سے اس کے سارے پر تھے۔

میں نے جلدی سوچا، جو میرا کام نہیں۔ میرا کام آہستہ اور فٹے کے ساتھ سوچنا ہے۔ لیکن چھوٹا تھیٹر بھاری تھا، نوآ پیچھے کچھ دیکھے بغیر تھی، اور گلی اپنے گرد چلتی جا رہی تھی۔ میں نے ڈائری دستے سے ٹکائی اور دو سطریں لکھیں:



۱۔ فوارے کی مچھلی: پر سامنے، سارے۔ لنگڑی نہیں ہے۔ کوئی اور مچھلی ہو گی۔ ۲۔ مڑنا: کس طرف؟ بائیں، تنگ گلی۔ دائیں، چوڑی گلی۔ چھوٹا تھیٹر چوڑی جگہ سے بہتر گزرتا ہے۔

اس کے نیچے ایک موٹا تیر دائیں طرف۔ بالکل بے عیب استدلال تھا۔ بس شروعات غلط تھی۔

«ابھی مڑوں؟» میں نے پیچھے کی طرف پوچھا۔

«لنگڑی مچھلی پر!» نوآ نے چھوٹے تھیٹر کے پیچھے سے کہا۔

نوآ کو لکڑی کے سوا کچھ نظر نہیں آتا تھا۔ وہاں سے لنگڑی مچھلی ایک لفظ تھی، اور لفظ ٹھیک کہا گیا تھا۔

میں دوسری مچھلی ڈھونڈتا رہا۔ پھاٹک دیکھے، تختیاں دیکھیں، ایک مچھلی کی دکان جو ہارڈویئر کی دکان نکلی۔ کوئی نہیں تھی۔ میں دائیں مڑ گیا۔

کسی نے «موڑ» نہیں کہا۔ کسی نے پٹہ نہیں پکڑا۔ پہلے سوراخ میں بکسوا زیادہ دیر نہیں سنبھالتا۔

کلک۔ کلک۔ کلک۔

تختے آہستہ آہستہ کھلے، ایک کے بعد ایک، نوآ کے گرد، جیسے ہاتھی چوک کے پتے کوئی اندر سے کھولے۔ آئرین نے سیٹی بجائی۔ جب شور رکا تو گلی کے بیچ ایک تھیٹر تھا۔ اور تھیٹر کے اندر، نوآ۔

«ہیلو،» اس نے کھڑکی سے کہا۔

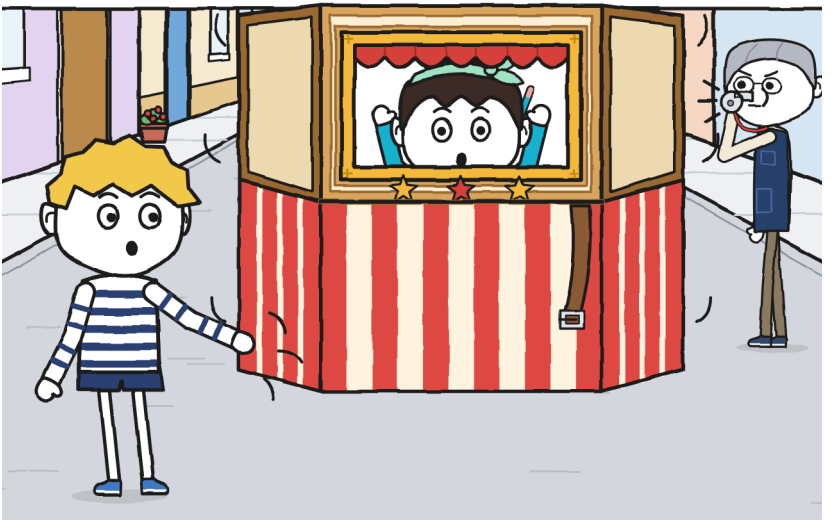
اس کے ہاتھ اوپر تھے، قبضوں سے دور، جیسا بتایا گیا تھا۔ پٹہ زمین تک لٹکا ہوا تھا۔ میں اپنا دستہ ہاتھ میں لیے کھڑا تھا، جو اب کسی چیز کا دستہ نہیں رہا تھا: ایک اسٹیج کا کنارہ تھا۔

آئرین نے نوآ کے ہاتھ دیکھے۔ پھر میرے۔ سچ مچ دیکھے، انگلی انگلی، دونوں طرف سے۔ سب پورے تھے: تختے ہلکے ہیں اور آہستہ کھلتے ہیں۔

«رہنمائی کون کر رہا تھا؟» انہوں نے پوچھا۔

کسی نے جواب نہیں دیا۔ جو رہنمائی کر رہی تھی وہ دو گلیاں آگے ایک پھاٹک روکے کھڑی تھی۔

کلک، کلک، کلک!



ہم نے اسے تہہ کیا، آئرین اور میں، ہاتھ لمبے تختوں پر، بغیر جلدی، تختہ بہ تختہ۔ نوآ، جو اب باہر تھی، نے پٹہ باندھا، اور اس بار دو بار کھینچا۔ اتنے میں میں نے ناپا: میرے پاؤں سے فوارے تک چار میٹر۔ میں نے لکھا، فیتہ ابھی زمین پر کھنچا ہوا، میرے جوتے سے پتھر کے کنارے تک۔

خولیتا دوڑتی ہوئی لوٹی۔

«وہ تو لنگڑی مچھلی پر تھا!»

«کون سی لنگڑی مچھلی؟»

«وہ!» اس نے فوارے کی طرف اشارہ کیا۔ «بائیں طرف۔ ہمیشہ کی طرح۔»

«‹ہمیشہ› اس وقت کی بات ہے جب میں نہیں تھا۔»

میں نے غصے میں نہیں کہا۔ ایسے کہا جیسے تاریخ درست کی جاتی ہے۔ خولیتا کا بازو فوارے کی طرف ایک لمحہ زیادہ پھیلا رہا، پھر وہ آئرین کی طرف مڑی، جن کی فائل کھلی تھی۔

«بات یہ ہے کہ گُنی کھو گیا ہے۔»

میں کھویا نہیں تھا۔ مجھے بالکل معلوم تھا کہ میں کہاں ہوں: فوارے سے چار میٹر پر۔ ابھی ناپا تھا۔

نوآ ہم دونوں کو دیکھ رہی تھی، نوٹ بک سویٹر سے لگی بند۔ آئرین نے کچھ لکھا۔ بتایا نہیں کیا۔

یہ بھی انہوں نے میرے بغیر طے کیا۔ چوتھی لکیر۔

میں نے یہ اونچی آواز میں اور لوگوں کے سامنے کہا۔ تجھے معلوم ہے۔ — خ.



انہوں نے مجھے مچھلی کی دوسری طرف دکھائی۔ ہم تینوں نے فوارے کا چکر لگایا، تہہ شدہ چھوٹا تھیٹر نوآ اور میرے بیچ، اور آئرین پیچھے۔ اس کا ایک پر نہیں ہے، بائیں والا۔ دکان والی گلی سے آنے پر نظر نہیں آتا: مچھلی تمہیں اچھا رخ دکھاتی ہے، جیسے تصویروں میں پوز دینے والے۔ اسے دیکھنے کے لیے جاننا پڑتا ہے کہ وہ نہیں ہے۔

میں نے اسے دونوں طرف سے بنایا، ایک دوسرے کے برابر۔ ایک ہی مچھلی، دو مچھلیاں۔

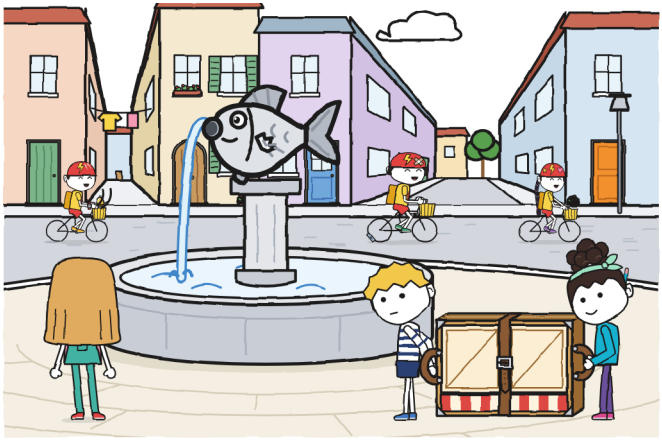
ہم نے موڑ دہرایا۔ چند میٹر پیچھے، گلی کے دہانے تک لوٹے اور دوبارہ کیا، اس بار خولیتا میرے ساتھ۔ پہلی بار میں نے «موڑ» بہت جلدی کہہ دیا، اور نوآ نے بے وجہ ایک پھاٹک کے سامنے پٹہ تھام لیا۔ دوسری بار بہت دیر سے: آدھا چھوٹا تھیٹر موڑ میں جا چکا تھا اور نوآ ٹٹول کر پٹہ ڈھونڈ رہی تھی۔ تیسری بار ٹھیک ہوا۔ بغیر کلک کے۔ لیکن کوئی بول نہیں رہا تھا۔ خولیتا بھی نہیں، جو ہمیشہ بولتی ہے۔

پھر برق سڑک پر سے گزرا: زوئی، برونو اور ٹونیو، قطار میں، ہاتھ ہینڈل پر۔ نکڑ پر ٹن ٹن۔ آگے زوئی، چوٹی ہوا میں؛ بیچ میں برونو، ٹوکری میں لفافہ؛ آخر میں ٹونیو، ایک انگلی گھنٹی پر۔ انہوں نے رکے بغیر اور ایک دوسرے کو چھوئے بغیر فوارے کا چکر لگایا، پورے وقت ایک دوسرے سے ایک ہی فاصلے پر، گھڑی کی ان سوئیوں کی طرح جو کبھی ایک دوسری کو نہیں پکڑتیں۔

«اسٹیشن ایک، پہلی ہی بار میں،» ٹونیو نے گزرتے ہوئے کہا۔

ہمارے لیے نہیں کہا۔ ٹونیو اعداد بلند آواز میں بتاتا ہے، چاہے سننے والا کوئی نہ ہو؛ یہی اسے برق کا بناتا ہے۔ لیکن ہم نے سن لیا۔

خولیتا کے بازو گرے ہوئے تھے۔ خولیتا کے بازو کبھی گرے نہیں ہوتے: جاتے ہیں، آتے ہیں، اشارہ کرتے ہیں، راستہ بناتے ہیں۔ اس شام، جب گھنٹی دور جا رہی تھی، وہ دو دستوں کی طرح لٹکے ہوئے تھے جن کے ساتھ چھوٹا تھیٹر نہ ہو۔



ہم تقریبا رات کو صحن پہنچے۔ آخری حصے میں رہنمائی کی ضرورت نہ پڑی: پھاٹک نظر آ رہا تھا۔ خولیتا نے اسے ہاتھ سے روکا اور «راستہ دو!» نہیں کہا۔ مارا اندر ہمارا انتظار کر رہی تھیں۔ انہوں نے چھوٹا تھیٹر اپنے ڈبے میں رکھا اور دکان لے گئیں، اپنے شیلف پر سونے کے لیے۔

میں نے آج کا حال پیما میں لکھا، ہری قطار کے نیچے، اور ایک نیا کالم بڑھایا، تنگ، پنسل سے: «کھل گیا ۳۰ بار دہرایا»۔ تینوں خانوں کے نام تھے اور پھر بھی ہمارا ایک تھیٹر گلی میں کھل گیا تھا۔ پیما میں کچھ کمی تھی۔ مجھے نہیں پتا کیا۔ میں نے ساتھ ایک بڑا سوالیہ نشان بنایا، اتنا بڑا جیسا میں تب بناتا ہوں جب سوال محلے کا نہیں بلکہ آلے کا ہو۔

میرا نام اس قطار میں دو بار آتا ہے۔ اور میں دونوں میں نہیں تھی۔ — خ.

گھر پر، رات کے کھانے کے بعد، میں لیمپ جلا کر میز پر بیٹھا اور ڈائری آخری صفحے پر کھولی۔

وہاں میں نے وہ چیز بنائی جو منگل کو چار دیواری کے پیچھے ملی تھی۔ احتیاط سے، فٹے کے ساتھ، ان میٹروں کے ساتھ جو میں نے گھٹنے پر ڈائری ٹکا کر لکھے تھے۔ بہت اچھا بنا۔ اتنا اچھا کہ میں پنسل رکھے کچھ دیر اسے دیکھتا رہا۔

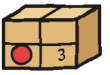
امی نے دروازے سے سر نکالا شب بخیر کہنے کو۔ تب تک میرا ہاتھ ڈرائنگ پر آ چکا تھا۔ انہوں نے شب بخیر کہی، میرے ہاتھ کو دیکھا، کچھ نہیں پوچھا اور دروازہ بند کر دیا۔

میں نے اسے ہاتھ سے ڈھانپ لیا حالانکہ اکیلا تھا۔ ایک طرف سے چار دیواری کا ایک ٹکڑا اور آدھا تالا جھانک رہا تھا۔

میں نے سوچا: «کل وہ پھر ناکام ہوں گی۔ تب میں اسے نکال لوں گا۔»

مجھے اچھا منصوبہ لگا۔ اس کا وقت بھی تھا۔

یہ صفحہ میں نے جمعرات کو پڑھا۔ مجھے اچھا نہیں لگا۔ بدھ والا میرا تھی نہیں۔ — خ.



باب 3

کیا گُنی کا نقشہ کام آتا ہے؟

اس رات، جب ہاتھ ڈھانپتے ڈھانپتے تھک گیا، میں نے پورا نقشہ بنایا۔

صحن اوپر سے دیکھا ہوا، جیسے کبوتر دیکھتے ہیں۔ چار دیواری ناپی ہوئی، حصہ بہ حصہ، ان اعداد کے ساتھ جو منگل کو میں نے گھٹنے پر لکھے تھے۔ پھاٹک، اپنے خود بند ہونے کے تیر کے ساتھ۔ فوارہ، مچھلی اس کے خراب رخ سے بنی ہوئی، تاکہ پھر کسی کو دھوکا نہ دے۔ دکان، ایک کونے میں، چھوٹی سی۔ تین حصے، دائرے کے اندر نمبر لگے ہوئے۔ اور، چار دیواری کے پیچھے، منگل والی بات۔

بہت اچھا نقشہ بنا۔ میرے بنائے ہوئے بہترین نقشوں میں سے، اور میں نے بہت بنائے ہیں۔ میں نے اسے کچھ دیر لیمپ جھکا کر دیکھا، تاکہ پنسل کا سایہ نہ پڑے۔ پھر چار تہوں میں موڑ دیا، تہوں کو ناخن سے دباتے ہوئے، اور ڈائری کے اندر رکھ لیا، دو ایسے صفحوں کے بیچ جن کا اس سے کوئی تعلق نہ تھا۔



جمعرات کو، دکان میں، نوآ گن رہی تھی۔

وہ فٹ پاتھ پر تھی، شو کیس کے سامنے، اور فٹ پاتھ کے کنارے کی طرف لمبے، سب برابر قدموں سے چل رہی تھی، پاؤں کو دیکھے بغیر۔

سامنے دیکھ رہی تھی، جہاں جا رہی تھی، اور ہونٹ ہلا رہی تھی۔

«دروازے سے کنارے تک، چھ قدم۔ کنارے سے کھمبے تک، گیارہ۔»

«یہ تو فیتے سے ناپا جاتا ہے،» میں نے کہا۔

«میں قدموں میں ناپتی ہوں۔ وہ ہمیشہ پہنے ہوتی ہوں۔»

میں نے سوچا۔ سچ تھا: فیتہ نکالنا پڑتا ہے، کھینچنا پڑتا ہے، پاؤں سے دبانا پڑتا ہے، اور پھر وہ خود لپٹتا ہے اور انگلی کاٹ لیتا ہے۔ قدم گھر پر نہیں بھولتے۔

«تمہارا ایک قدم کتنا ہوتا ہے؟»

«ایک۔»

میں نے اس کا ایک قدم ناپا۔ دکان کے فرش پر فیتہ کھینچا اور نوآ نے اس پر ایک لمبا قدم رکھا، اپنا والا، بغیر سوچے، جیسے کوئی دستخط کرتا ہے۔ میں نے جھک کر نشان پڑھا: اٹھاون سینٹی میٹر۔ اس نے اپنی نوٹ بک میں لکھا۔ میں نے اپنی ڈائری میں۔ دونوں لکھائیوں میں ایک ہی بات تھی: «نوآ کا ۱ قدم = ۵۸ سم»۔

«اور تمہارا؟» اس نے پوچھا۔

مجھے نہیں معلوم تھا۔ میں نے خود کو ناپا۔ فیتے پر ایک قدم رکھا، عام والا، اسکول جانے والا، اور نوآ جھک کر پڑھنے لگی، کیونکہ میں اوپر سے پاؤں ہلائے بغیر نہیں پڑھ سکتا تھا: اکیاون سینٹی میٹر۔ اس نے وہ بھی لکھا۔ میں ساری زندگی قدم پہنے پھرتا رہا تھا اور کبھی گنے نہیں تھے۔

خولیتا کاؤنٹر سے ہمیں دیکھ رہی تھی، بازو سینے پر اور ایک بھنو اٹھی ہوئی، جیسے کوئی دو گھڑیاں ایک ہی وقت بتاتی دیکھے۔

میں سمجھتا تھا کہ نوآ ایک اور خولیتا ہو گی۔ وہ نہیں ہے۔ نوآ گنتی ہے۔



ہم آئرین کے ساتھ صحن گئے۔ خولیتا اور نوآ اپنا خیال آزمانا چاہتی تھیں: پھاٹک کے دونوں پٹ کھولنا۔

پہلا پٹ خود کھلتا اور بند ہوتا ہے: ہم اسے جانتے تھے۔ دوسرا نہیں کھلا۔ دونوں نے اسے کھینچا، ہر ایک نے دونوں ہاتھوں سے اور پاؤں زمین میں گاڑ کر، خولیتا سرخ اور نوآ بلند آواز میں تین تک گنتی ہوئی، اور تین پر کچھ نہ ہوا۔ آئرین جھک کر دیکھنے لگیں۔ اس پر رنگ پر رنگ چڑھا ہے، اور زمین میں ایک پیچ ہے جو اسے جکڑے ہے، انگلی جتنا موٹا۔

«تو پھر لیبل غلط ہے،» خولیتا نے کہا۔

«ضرور،» نوآ نے کہا۔

انہوں نے دو سیکنڈ میں فیصلہ کر لیا۔ میں نے گنے۔ میں نے لکیر کے لیے پنسل نکالی۔ یہ پانچویں تھی۔

میں نے نہیں کھینچی۔

پنسل کاغذ سے ایک انگلی اوپر رک گئی۔ میں نے صفحے کے کونے میں لکیروں کی قطار دیکھی: چار، اچھی بنی ہوئی، سیدھی، سب ایک جتنی۔ میں نے انہیں بڑی احتیاط سے بنایا تھا۔ اور ایک کم تھی۔

منگل کو، چار دیواری کے پیچھے، میں نے بھی ایک چیز کسی سے پوچھے بغیر طے کی تھی: چپ رہنا۔

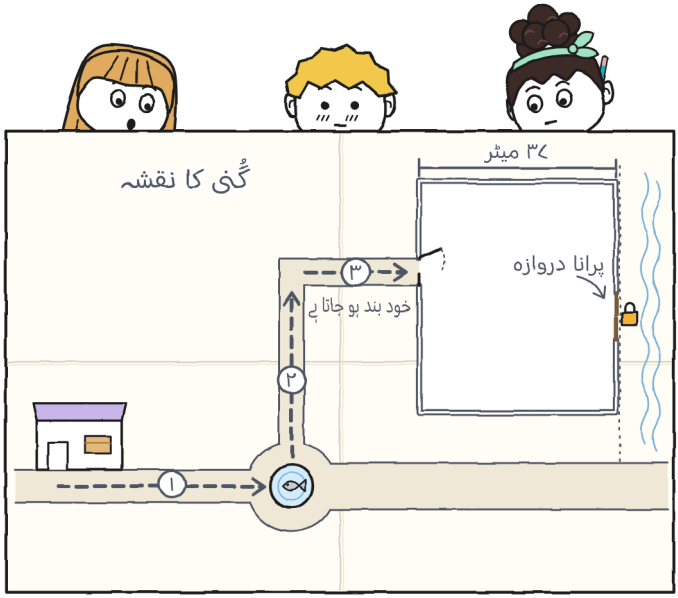
«میرے بغیر طے» کے نیچے، اسی لکھائی میں اور پنسل سے، میں نے ایک اور قطار لکھی: ان کے بغیر طے۔ اور ایک لکیر۔ دوسروں سے ٹیڑھی بنی۔

«لیبل غلط نہیں ہے،» میں نے کہا۔ آواز میری مرضی سے اونچی نکلی۔ «صحن کا ایک اور دروازہ ہے۔ پیچھے ہے، نہر والی گلی میں۔ پرانا ہے اور اس پر تالا ہے۔ میں نے اسے منگل کو ڈھونڈا تھا۔»

میں نے صفحوں کے بیچ سے نقشہ نکالا اور تہہ شدہ چھوٹے تھیٹر کے اوپر کھولا، جو زمین پر پڑا تھا اور میز کا کام دے رہا تھا۔ تہیں اسے چار حصوں میں بانٹتی تھیں، صلیب کی شکل میں، کھڑکی کی طرح۔

«منگل کو؟» خولیتا نے کہا۔

«منگل کو۔ میں نے اسے بعد میں صحیح ثابت ہونے کے لیے سنبھال رکھا تھا۔»



تینوں سر کاغذ پر جھک گئے۔ چار دیواری: سینتیس میٹر۔ پھاٹک، ایک طرف، اپنے «خود بند ہو جاتا ہے» کے ساتھ۔ اور دوسری طرف، دو پٹوں

کا ایک دروازہ، تالا سامنے سے بنا ہوا تاکہ صاف دکھے: پرانا دروازہ۔

کچھ دیر کوئی کچھ نہیں بولا۔ میں نے ناپا: لمبی تھی۔ چار دیواری کے دوسری طرف شطرنج کی آواز آ رہی تھی، ایک مہرہ تختے سے، کبھی کبھی، جیسے ایسی گھڑی جسے جلدی نہ ہو۔

«ٹھیک ہے،» نوآ نے کہا۔ اور دروازہ اپنے نقشے میں نقل کر لیا۔

اس نے فیروزی پنسل سے، احتیاط سے، میرے نقشے کے خانے نوک سے گن کر اسے اس کی جگہ پر رکھا۔ اور کچھ نہیں پوچھا۔ نوآ کے لیے جو دروازہ موجود ہے، وہ لکھ لینے کی چیز ہے۔

خولیتا نے «ٹھیک ہے» نہیں کہا۔ اس کا ایک پاؤں ہل رہا تھا۔ اس کا لال جوتا صحن کے فرش پر آگے پیچھے جاتا تھا، ٹک، ٹک، ٹک، ایک ایسی تال میں جسے میں جانتا ہوں: ان باتوں کی تال جو فورا نہیں کہی جائیں گی۔

«کل یہ ہمارے بہت کام آتا۔»

«ہاں۔»

کل، نقشہ ڈائری میں لیے، میں نے اپنے پاؤں سے فوارے تک چار میٹر ناپے تھے جب نوآ ایک تھیٹر کے اندر تھی۔

صحن میں کوئی کونا نہیں ہے۔ میں نے ڈھونڈا بھی نہیں۔ جہاں تھا وہیں کھڑا رہا، نقشہ کھلا ہوا اور دونوں ہاتھ اس پر، کہ ہوا اسے نہ لے جائے۔

میں نے «ٹھیک ہے» نہیں کہا کیونکہ ابھی سچ نہیں تھا۔ — خ۔

ہم تینوں اسے دیکھنے گئے، آئرین کے ساتھ۔ پھاٹک سے نکلے، جو پیچھے کلک کے ساتھ بند ہو گیا، اور چار دیواری کا چکر لگایا۔ نوآ نے دھیمی آواز میں، ہونٹوں سے، اسے گنا: چونسٹھ قدم۔ میرے پاس پہلے سے تھا: سینتیس میٹر۔ میں نے ذہن میں حساب کیا، چونسٹھ ضرب اٹھاون، اور سینتیس اور کچھ نکلا۔ ایک ہی تھا۔

جب میں نے کہا تو نوآ نے مجھے دیکھا۔ کچھ نہیں بولی، لیکن اپنے قدموں کے پاس «۳۷ میٹر» لکھ لیا، اور میں نے اپنے میٹروں کے پاس «۶۴ قدم» لکھ لیا۔

نہر والی گلی تنگ ہے اور اس میں ٹھہرے پانی کی بو ہے۔ آخر میں جنگلا نظر آتا ہے، اور اس کے پیچھے نہر، جو دیکھے بغیر گزرتی ہے۔ پرانا دروازہ لکڑی کا ہے، دو پٹوں والا، کسی دیو کے پلنگ جتنا چوڑا۔ نوآ نے اسے ایک طرف سے دوسری تک ناپا: تین قدم۔ میں نے ناپا: ایک میٹر پچھتر سینٹی میٹر۔ تقریبا دو پھاٹک۔ لکڑی بارش کھا کھا کر سلیٹی ہو گئی ہے۔ تالے میں تالے سے زیادہ زنگ ہے۔

خولیتا نے اسے ایک انگلی سے چھوا، صرف پور سے، جیسے کسی ایسی چیز کو چھوتے ہیں جو کاٹ سکتی ہو۔

«برسوں سے بند ہے،» آئرین نے کہا۔ «میں نے اسے ہمیشہ ایسے ہی دیکھا ہے۔»

آئرین نے محلے کے مرکز کا رجسٹر دیکھا، جو فائل میں ہے، ورق ورق، گیلے انگوٹھے سے الٹتے ہوئے، ایک پیلے ورق تک۔

«یہ رہا۔ جب یہ دروازہ استعمال ہوتا تھا تو صحن میں دو جگہوں سے داخل ہوتے تھے: پھاٹک سے یا یہاں سے۔ اسے ‹دو دروازوں والا› کہتے تھے۔ اور سب گروپوں میں سے صرف تھیٹر صحن میں مشق کرتا ہے۔»

ورق پر ایک پرانا نقشہ تھا، سیاہی سے، صحن اپنے دونوں دروازوں کے ساتھ، اور ایک تختی: دو دروازوں والا صحن۔ میرے والے جیسا تھا۔ زیادہ پرانا اور بدتر ناپا ہوا، لیکن ملتا جلتا۔ میں نے دروازے گنے: دو۔ میرے میں بھی دو۔ پہلی بار کسی اور کے نقشے نے مجھے صحیح ٹھہرایا تھا، اور اسے کسی نے بہت پہلے بنایا تھا اس سے کہ میں جانتا کہ یہ محلہ کہاں ہے۔

«تو لیبل کوئی پہیلی نہیں ہے،» نوآ نے کہا۔

«یہ ایک پتہ ہے،» میں نے کہا۔

«صحن کی ورکشاپ۔ دونوں دروازوں سے داخلہ۔» ٹھیک لکھا تھا۔ بس پرانا تھا۔

مارا نے بعد میں کہا کہ انہوں نے وہ تالا نو بار دیکھا۔ انہوں نے سمجھا بند دروازہ اب گنتی میں نہیں آتا۔ — خ.

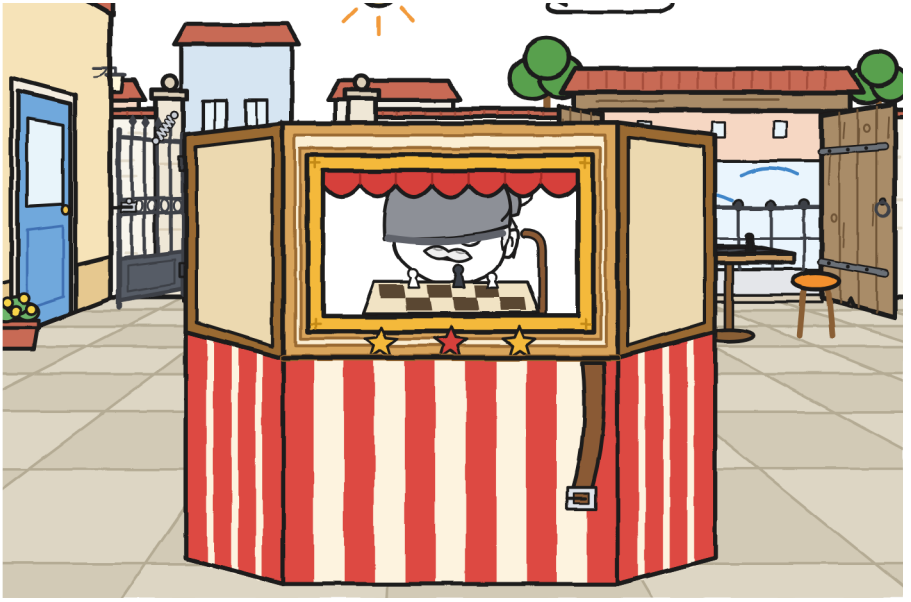


چابی فائل میں تھی، ایک لفافے میں: «پرانا دروازہ۔ کھونا مت»۔ آئرین نے اسے دو انگلیوں سے نکالا، ایسے دیکھا جیسے کسی ایسے کو دیکھتے ہیں جسے بہت دنوں سے نہ دیکھا ہو، اور تالا کھولا۔ مشکل ہوا۔ پہلے مڑی ہی نہیں؛ پھر ایک دم مڑ گئی۔ دروازے نے جہاز جیسی آواز نکالی۔

اندر، صحن میں، شطرنج والوں نے میزیں دھوپ میں نکال رکھی تھیں۔ کسی نے سر نہیں اٹھایا۔ برسوں سے بند دروازہ ان کے پاس جہاز کی آواز کے ساتھ کھلے اور شطرنج والے سر نہ اٹھائیں: یہ بھی کھیلنے کا ایک طریقہ ہے۔

آئرین نے چھوٹا تھیٹر بیچ میں کھولا، یہ دیکھنے کو کہ دونوں دروازوں کے بیچ کتنی جگہ بچتی ہے۔ نوآ کے ساتھ کھولا، دونوں کے ہاتھ لمبے تختوں پر۔ کلک، کلک، کلک۔ بہت جگہ بچی۔

چھوٹے تھیٹر کی کھڑکی میں انٹونیو صاحب نظر آئے، ٹوپی آنکھوں پر اور چھڑی گھٹنوں کے بیچ، ایک بساط کے سامنے۔ وہ کوئی چال سوچ رہے تھے۔ تھوڑے خراٹے لے رہے تھے۔ میں نے انہیں کچھ دیر چوکھٹے کے اندر رہنے دیا، دیکھتا رہا، اور ہلنا نہیں چاہا کہ تصویر نہ بدل جائے۔



«ہفتے کو میں دونوں کھولوں گی،» آئرین نے کہا۔ «سائیکلیں پرانے دروازے سے آئیں گی، نہر والی گلی سے۔ بوجھ پیدل، پھاٹک سے، فٹ پاتھ سے۔ اس طرح ٹکراتے نہیں۔»

«لیکن پرانا زیادہ چوڑا ہے،» خولیتا نے کہا۔ «اور خود بند نہیں ہوتا۔»

«اور پھاٹک تمہارا ہے۔ اگر ورکشاپ چھوٹا تھیٹر کسی چوک میں لے جائے تو اس سے بدتر دروازے ملیں گے۔»

خولیتا نے منہ کھولا۔ ایک لمحہ کھلا رکھا، جملہ تیار، اور نہیں کہا۔ اس نے نوآ کو دیکھا۔ پھر مجھے۔

«تم کیا کہتے ہو؟»

پورے ہفتے میں یہ پہلی بار تھی۔ میں نے تاریخ کے ساتھ لکھا: «جمعرات ۲۹۔ تم کیا کہتے ہو؟»۔ جواب دینے سے پہلے لکھا، کہ جواب سوچتے ہوئے سوال نہ بھول جاؤں۔

میں نے کہا پھاٹک، مگر مشق کے ساتھ۔ نوآ نے بھی یہی کہا۔ خولیتا نے کہا ٹھیک ہے، اور اس بار آدھا سچ تھا۔ پہلے سے ایک آدھا زیادہ۔



پھر ہم نے پیما درست کیا۔ ہم نے اسے تہہ شدہ چھوٹے تھیٹر پر رکھا، جو اب ہماری ہمیشہ کی میز تھی حالانکہ بنے صرف دو دن ہوئے تھے۔ اس میں تین خانے تھے، اور کوئی کل والی بات کے کام کا نہیں تھا نہ میری والی کے۔

نیا خانہ ہم نے تینوں نے مل کر بنایا۔ میں نے چوکھٹا بنایا، پنسل سے۔ خولیتا نے نام لکھا، ہرے رنگ میں۔ نوآ نے چھوٹی تصویر بنائی، فیروزی رنگ میں: ایک منہ جس سے لکیریں نکلتی ہیں، جیسی ریڈیو سے نکلتی ہیں۔

- خبر دینا: جو آدمی کو معلوم ہو۔

بدھ کی قطار میں، نئے خانے میں، خولیتا نے لکھا: «کوئی نہیں»۔ منگل والی میں میں نے لکھا: «گُنی، نہیں»۔ میں نے آہستہ اور اپنی ہمیشہ کی لکھائی میں لکھا، نہ بڑی نہ چھوٹی، اور مٹایا نہیں۔

تین کے پیما میں چار خانے ہیں۔ میں شکایت نہیں کرتی۔ جو تھا میرے لیے سب سے مشکل ہے۔ — خ۔

ہم فوارے کے راستے لوٹے۔ شام ہو رہی تھی اور پانی ڈائری کے رنگ کا ہو گیا تھا۔ میں مچھلی کے سامنے رک گیا، اس کے لنگڑے رخ پر۔ اس کا پر ویسے ہی غائب تھا جیسے بدھ کو، لیکن اب میں اسے دیکھنا جانتا تھا۔

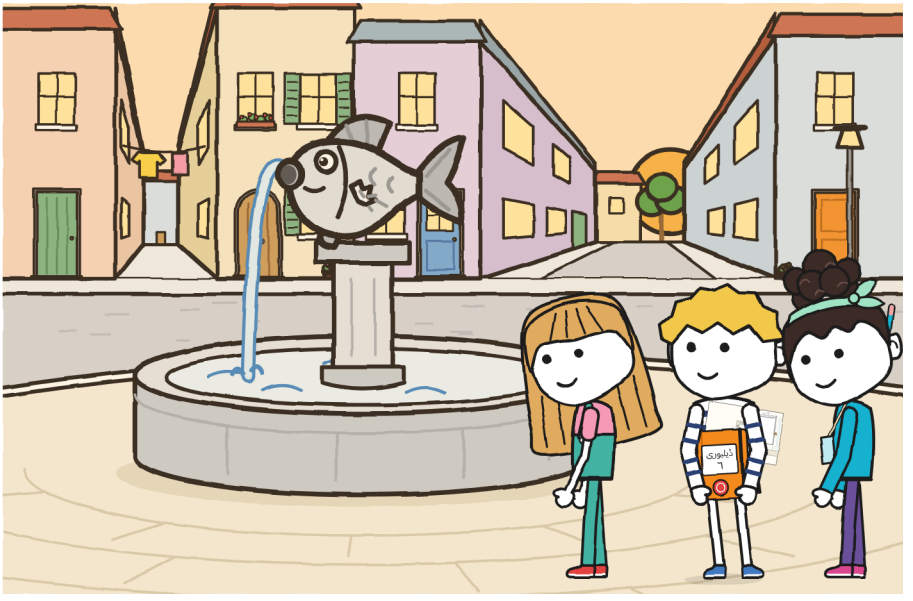
«کیا تم دونوں مجھے کہانی سناؤ گی؟»

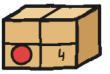
خولیتا اور نوآ نے ایک دوسری کو دیکھا۔ ہنسی نہیں۔ ان پر کچھ نمودار ہوا، بدھ کی ہنسی کا ایک کونا، اور دونوں نے اپنا اپنا چھپا لیا۔

«لمبی ہے،» خولیتا نے کہا۔

«ہفتے کو،» نوآ نے کہا۔ «اگر ہم پہنچ گئے۔»

یہ انکار نہیں تھا۔ میں نے نقشہ ڈائری میں رکھ لیا، اس بار بغیر تہہ کیے، آدھا نقشہ جھانکتا ہوا۔





باب ۶

کیا کوئی بھی رہنمائی کر سکتا ہے؟

جمعے کو ٹونیو دکان آیا، گھڑی، پنسل اور برق کا اندراج فارم، جو ایک کلپ سے تختی پر لگا تھا، لے کر۔ اس نے اسے کاؤنٹر پر رکھ دیا کہ ہم دیکھ لیں، جیسے کوئی ایسی ٹرافی رکھی جاتی ہے جو ابھی جیتی نہ گئی ہو۔

محلے کا مقابلہ · ہفتہ ۳۱۔ ٹیم: برق۔ اس کے نیچے تین نمبر لگے نام: زوئی، ٹونیو، برونو۔ سب ایک ہی نوکیلی لکھائی میں، جو ٹونیو کی نہیں تھی۔ کوئی نام کٹا ہوا نہیں۔

«یہ زوئی نے لکھا ہے،» اس نے کہا۔ «برونو نے اسے لکھوایا: ‹برونو، ب سے›۔»

«اور زوئی؟»

«اس نے لکھا برونو۔ ب سے۔»

میں نے دیکھا۔ ب تھی، اور بہت پکی، ایسی جو تب لکھی جاتی ہے جب کوئی تمہاری پنسل دیکھ رہا ہو۔

پھر وہ اپنے ڈبے پر بیٹھا، «فی الحال» والے پر، اور گھڑی کو ایک کلک کے ساتھ صفر پر کیا جو پوری دکان میں سنائی دی۔

«آج میں وقت ناپتا ہوں۔ رائے نہیں دیتا۔ لکھتا ہوں کیا دہرانا پڑا۔»

ٹونیو برق کا بھی ہے اور دکان کا بھی، اور اس شام لگتا تھا اس نے طے کر لیا ہے کہ دونوں ایک ساتھ کیسے ہوا جائے: تختی پر اپنی ٹیم کا فارم؛ کلائی پر ہمارا وقت۔



تین خیال تھے، ہر سر کا ایک۔ نوآ کا: باریاں۔ تین حصے، اور ہر ایک میں کوئی اور رہنمائی کرے۔ میرا: کہ رہنمائی اور راستہ بنانا ایک ہی آدمی کا کام ہو، جو آزاد ہے، کیونکہ اٹھانے والے دونوں کو صرف چھوٹا تھیٹر دکھائی دیتا ہے؛ میں جانتا ہوں کیونکہ بدھ کو میں ان میں سے ایک تھا اور جو کچھ دیکھا وہ زیادہ تر رنگا ہوا کپڑا تھا۔ خولیتا کا: ابھی شروع کرو۔

میں نے کہا کہ پہلے پورا راستہ نقشے پر دیکھنا چاہیے۔

«ہم چلتے چلتے دیکھ لیں گے،» خولیتا نے کہا۔

وہ جیت گئی۔ چلتے ہوئے راستہ بہت جلدی دیکھا جاتا ہے۔

«پہلے رہنمائی کون کرے گا؟» نوآ نے پوچھا۔

ہم تینوں نے ایک ساتھ اشارہ کیا۔ منگل کو ہم پہلے کر چکے تھے، اور ہر ایک نے الگ جگہ کی طرف اشارہ کیا تھا: پھاٹک، کمرہ، گلی۔ اس بار کسی نے جگہ کی طرف اشارہ نہیں کیا۔ میں نے نوآ کی طرف کیا، نوآ نے خولیتا کی طرف اور خولیتا نے میری طرف۔ تین بازو دائرے میں، ایسے پہیے کی تیلیوں کی طرح جو گھومنے کا ارادہ نہ رکھتا ہو، اور بیچ میں، زمین پر، تہہ شدہ چھوٹا تھیٹر۔ کسی نے اپنی طرف اشارہ نہیں کیا۔

ٹونیو نے نظر اٹھائے بغیر لکھ لیا۔ آئرین دروازے پر انتظار کر رہی تھیں، فائل سینے سے لگائے، وہ بھی بغیر رائے کے۔ اس شام دکان میں دو لوگ تھے جو رائے نہیں دے رہے تھے، اور ایک تیسری، مارا، جو کبھی بلند آواز میں رائے نہیں دیتیں، سو منصوبہ ہم نے دائرے میں چکر لگا کر نکالا:

۱۔ دکان ← فوارہ: رہنمائی خولیتا۔ ۲۔ فوارہ ← نکڑ: رہنمائی گُنی۔ ۳۔ نکڑ ← صحن: رہنمائی نوآ۔



چھوٹا تھیٹر اٹھانے سے پہلے خولیتا نے کہا:

«ایک بات۔»

اس نے پہلے سے نہیں بتایا تھا۔ وہ میرے سامنے آ کھڑی ہوئی؛ چھوٹے تھیٹر کے سامنے نہیں، نہ نوآ کے، نہ دروازے کے: میرے سامنے، بازو جسم سے لگے ہوئے، جیسے انہیں باندھ لیا ہو کہ نکل نہ بھاگیں۔

«بدھ کو میں نے ایک ایسی ہدایت دی جو صرف نوآ سمجھتی تھی اور پھر کہا کہ تم کھو گئے ہو۔»

اس نے اور کچھ نہیں کہا۔ ضرورت نہیں تھی: سب کچھ تھا۔ کیا ہوا، کس نے کیا اور کس کے ساتھ۔ میں اسی بات کے لیے ایک صفحہ لیتا اور نیچے ستارے والا حاشیہ۔

میں نے اس کے پاؤں دیکھے۔ خولیتا کے پاؤں جانے کے لیے بنے ہیں؛ جب وہ بولتی ہے تو ایک پاؤں پہلے ہی کسی اور طرف چل پڑتا ہے۔ اس بار دونوں ساکت تھے، ساتھ ساتھ، ٹائلوں میں گڑے ہوئے، جیسے بریک لگا کر کھڑے کیے ہوں۔ میرے پیچھے، نوآ، ہاتھ پہلے ہی اپنے دستے پر، بہت دلچسپی سے زمین کو دیکھ رہی تھی، تاکہ خلل نہ ڈالے۔ ٹونیو کی پنسل فارم سے ایک سینٹی میٹر اوپر رکی ہوئی تھی۔

«ٹھیک ہے،» میں نے کہا۔

یہ میں نے نوآ سے سیکھا تھا، جمعرات کو۔ پورا نکلا۔

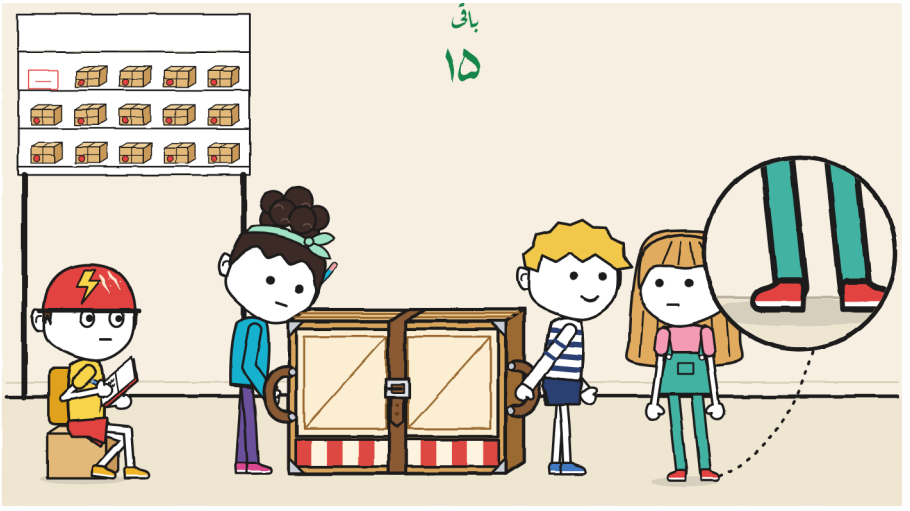
اور چونکہ میں بغیر سوال کیے کچھ قبول کرنا نہیں جانتا، میں نے ایک پوچھا:

«مچھلی کا پر کس طرف سے غائب ہے؟»

«بائیں سے، جیسے تم آتے ہو،» خولیتا نے بغیر سوچے کہا، جیسے کسی نے جواب رٹ لیا ہو۔ «فوارے پر، بائیں موڑ۔ میں پانچ قدم پہلے بتاؤں گی۔»

«یہ ہوئی ہدایت۔»

اس میں رخ تھا، جگہ تھی اور اطلاع۔ میں نے اسے ڈائری میں ہو بہو لکھ لیا، اس «جیسے تم آتے ہو» کے ساتھ، جو بدھ کو کم پڑا تھا۔



دونوں پاؤں ساکت۔ تصویر میں دیکھ لو۔ — خ۔



پہلا حصہ۔ نوآ نے پٹہ دوسرے سوراخ میں باندھا۔ میں نے کہا تیسرے میں زیادہ پکڑتا ہے۔

«تیسرے میں دیر سے کھلتا ہے،» نوآ نے کہا۔ «اور پہنچ کر جلدی ہوتی ہے۔»

میں نے ایک بار بلند آواز میں کہا، اور ہار گیا۔ دستے اتنے ہی بھاری تھے۔

ہم نکلے۔ آئرین سب سے پیچھے، دس قدم دور، فائل کے ساتھ؛ ٹونیو سڑک پر، سائیکل ہاتھ میں اور آنکھیں کلائی پر۔ خولیتا تین قدم آگے تھی، اور چھوٹے چوک کے دہانے پر اس نے بایاں بازو اٹھایا۔

«پانچ قدم... بائیں موڑ!»

«پٹہ!» نوآ نے کہا۔ اور تھام لیا۔

ہم لنگڑی مچھلی کے گرد گھومے جیسے ہمیشہ ایسا ہی کرتے رہے ہوں۔ میری طرف سے مچھلی کے اب بھی سارے پر تھے؛ میں اس پر بھروسا نہ کرنا سیکھ چکا تھا۔ کوئی کلک نہیں۔

«پہلا حصہ: چھ منٹ،» ٹونیو نے کہا۔ «دہرایا: کچھ نہیں۔»



فوارے پر ہم نے جگہ بدلی۔ خولیتا اور نوآ دستوں پر؛ میں آزاد۔ میری زندگی میں پہلی بار میں کسی ایسی چیز کی رہنمائی کر رہا تھا جو پنسل نہیں تھی۔

میں نے تیاری کی تھی۔ پچھلی رات، لیمپ تلے، میں نے نقشے پر تنگ گلی ناپی تھی: دو فٹ پاتھ کے کنارے، ایک نکلتا ہوا پھاٹک، ایک ناچتا ہوا گٹر کا ڈھکن اور ایک زیبرا کراسنگ۔ چھوٹا راستہ، ان کا والا، وہاں سے ترچھا کٹتا ہے جہاں لکیریں نہیں ہیں۔ میرا والا کنارے سے اترتا ہے، لکیروں سے گزرتا ہے اور پھر چڑھتا ہے: نو قدم زیادہ اور دو «رُکو» جو دوسرے میں نہیں ہیں۔ میں نے سب پر نمبر لگائے تھے۔ لیکن نقشے میں کوئی خاتون نہیں ہوتی۔

میں اس طرح رہنمائی کرتا ہوں:

«تین قدم۔ رُکو۔ کنارہ۔ چڑھو۔ دو قدم۔ رُکو۔ ایک خاتون۔»

خاتون سامنے سے آ رہی تھیں، خریداری کی ٹرالی کے ساتھ۔

«شام بخیر۔»

انہوں نے جواب دیا۔ میں نے ہاتھ نیچے نہیں کیا۔

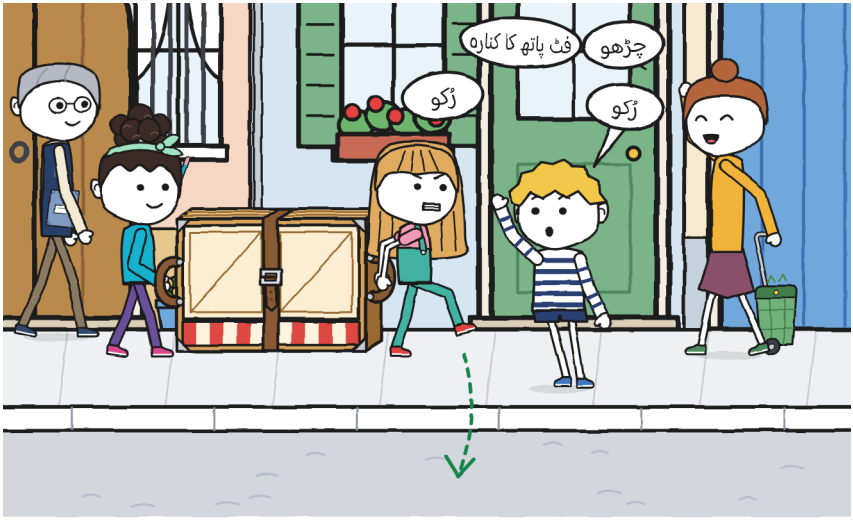
«خاتون گزر رہی ہیں۔ چار قدم۔»

میں پہلو کے بل چل رہا تھا، کیکڑوں اور سپاہیوں کی طرح، ایک ہاتھ اٹھائے۔ اٹھا ہوا ہاتھ ٹریفک سپاہی کے پاس واحد چیز ہے، اور بسیں اس کی بات مانتی ہیں۔ «رُکو» میں نے بدھ کو آئرین سے سنا تھا: وہ یہ نہیں بتاتیں کہ کہاں سے؛ کنارہ آئے تو «رُکو» کہتی ہیں۔ تب مجھے کم لگا تھا۔ رہنمائی کرنے والے کی جگہ سے بہت لگتا ہے: یہ اکلوتا لفظ ہے جو ایک ساتھ دو لوگوں کو روکتا ہے، ایک تھیٹر کو اور، ضرورت ہو تو، ایک خاتون کو۔

«رُکو۔ ڈھکن۔ کنارے سے، بیچ سے نہیں۔ دو قدم۔»

خولیتا اپنے دستے کے ساتھ آگے تھی، اور چوں تک نہیں کر رہی تھی۔ خولیتا کے لیے یہ خبر ہے۔ اس کا پاؤں خود بخود چھوٹے راستے کی طرف جاتا تھا: ترچھا نکلتا، جیسے ہاتھ کسی جانے پہچانے گھر کی گھنٹی کی طرف جاتا ہے، ایک لمحہ ہوا میں رہتا اور میری لکیر پر لوٹ آتا۔ وہ اسے میری طرف لوٹا دیتی تھی۔ میں نے اسے چار بار ایسا کرتے دیکھا۔ چوتھی بار اس نے ہونٹ بھینچ لیے، اور نکڑ تک نہیں کھولے۔

نوآ، پیچھے، ہونٹ ہلا رہی تھی۔ میں نے سوچا قدم گن رہی ہے، جو وہ ہمیشہ کرتی ہے۔ سڑک پر ٹونیو گھڑی دیکھتا، پھر مجھے، پھر گھڑی، جیسے کوئی دو ایسی چیزوں کا موازنہ کرے جو متفق نہیں ہو رہیں۔



«رُکو۔ نکڑ۔»

ہم پہنچ گئے۔ کسی کو پیچھے نہیں ہٹنا پڑا۔

«دوسرا حصہ: گیارہ منٹ،» ٹونیو نے کہا۔ «میں نے اپنی زندگی میں اتنا سست نہیں ناپا۔ دہرایا: کچھ نہیں۔»

گیارہ منٹ بہت منٹ ہیں۔ مجھے پروا نہیں تھی۔ منٹ ٹونیو نے لکھے؛ باقی میں نے لکھا، چھوٹی لکھائی میں، کہ گھس نہ جائے: پہلی بار میں نے کسی چیز کی رہنمائی کی اور دہرانا نہیں پڑا۔

«تم نے ‹رُکو› چودہ بار کہا،» خولیتا نے کہا۔

«میں نے گنا ہے،» نوآ نے کہا۔ «پندرہ۔»

یعنی وہ قدم نہیں گن رہی تھی۔

«چھ زیادہ تھے،» خولیتا نے کہا۔ «لیکن میں نے سب کیے۔»

«ایک بھی زیادہ نہیں تھا،» میں نے کہا۔

«چھ۔»

ٹونیو نے نہیں لکھا کس کا حق تھا۔ عدد لکھا: «‹رُکو›: ۱۵ (نوآ نے گنا)»۔ خولیتا نے مارکر کھولا اور ساتھ ہرے رنگ میں ایک گھونگا بنایا، برق کا ہیلمٹ پہنے ہوئے۔ ٹونیو نے کچھ دیر اسے دیکھا۔ مٹایا نہیں۔ ٹونیو کے فارم پر کچھ نہیں مٹایا جاتا۔

میں نے کسی پر بحث نہیں کی۔ رات کھینچتے کھینچتے تھک رہے تھے۔ — خ.



تیسرا حصہ، نکڑ سے صحن تک۔ خولیتا اور میں اٹھا رہے تھے؛ رہنمائی نوآ کر رہی تھی، مقابلے کے اس نقشے کے ساتھ جو آئرین نے سب ٹیموں میں بانٹا تھا۔

بیس قدم پر وہ رک گئی، جہاں نہر والی گلی شروع ہوتی ہے۔

«یہ نہیں بنتا۔»

«کیا نہیں بنتا؟»

«نقشہ ہمیں یہاں سے لے جاتا ہے۔ پرانے دروازے تک۔ اور ہم پھاٹک سے داخل ہوتے ہیں، جو دوسری طرف ہے۔»

خولیتا اسے دیکھنے کو مڑنے لگی، پورا چھوٹا تھیٹر موڑ کے پیچھے اور پٹے پر کوئی نہیں۔

«زمین پر،» میں نے کہا۔

«ایک سیکنڈ دیکھ کر چلتے ہیں۔»

«پہلے رکھا جاتا ہے۔ پھر بحث ہوتی ہے۔»

خولیتا نے پٹے کو دیکھا، مجھے دیکھا اور اپنی طرف نیچے کیا۔ میں نے اپنی طرف۔ چھوٹا تھیٹر فٹ پاتھ پر رہ گیا، چپٹا اور فرمانبردار، جو اس

کی بہتر حالت ہے۔

میں نے اپنا نقشہ اس کے نقشے کے برابر رکھا، چھوٹے تھیٹر کے اوپر، جو پھر ہماری میز بن گیا۔ جمعرات سے میں اسے تہہ کیے بغیر رکھتا ہوں، اور پتہ چلتا ہے: آدھی ڈائری گھیرتا ہے اور اوپر سے زبان کی طرح باہر نکلتا ہے۔ مقابلے کے نقشے پر صرف ایک داخلہ بنا تھا، لال تیر کے ساتھ، اور وہ پھاٹک نہیں تھا: پرانا دروازہ تھا۔ تالے والا۔ وہ جو منگل کو میں نے اکیلے ڈھونڈا اور دو دن چپ رہا۔

«یہ پرانا نقشہ ہے،» میں نے کہا۔ «اس وقت کا جب وہاں سے داخل ہوتے تھے۔»

نوآ نے اپنے پر انگلی رکھی اور میں نے اپنے پر۔ ایک ہی جگہ، دو کاغذوں پر۔

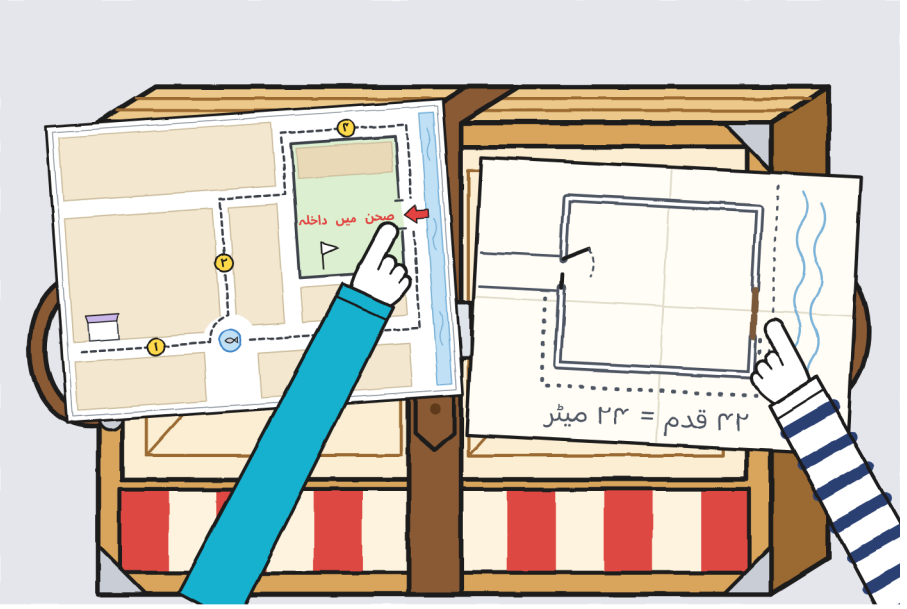
وہاں سے پھاٹک تک نوآ کے بیالیس قدم تھے۔ یا میرے چوبیس میٹر۔ اس کے قدم اور میرے فیتے سے پورا محلہ ناپا جا سکتا ہے۔

«کیا ہم آئرین کو بتائیں؟» خولیتا نے پوچھا۔

آئرین دس قدم دور تھیں، فائل کے ساتھ۔ انہوں نے سب سنا تھا، مجھے یقین ہے، اور انتظار کیا کہ ہم انہیں بتائیں، جیسے کوئی جملہ مکمل ہونے کا انتظار کرتا ہے۔

«اور باقی ٹیموں کو بھی،» نوآ نے کہا۔ «ورنہ پیدل والے سب گلی میں گھس جائیں گے۔ سائیکلوں کے ساتھ۔»

میں نے ہفتے کی گلی کا تصور کیا: پانچ ٹیمیں، ہر ایک اپنے بوجھ کے ساتھ، اور برق کی تین سائیکلیں ایک دروازے کے سامنے گھنٹی بجاتی ہوئی۔



میں نے کچھ نہیں کہا۔ میں متفق تھا۔ اتفاق لکیر نہیں چھوڑتا۔

آئرین صحن کے ایک بنچ پر بیٹھ گئیں، سارے نقشے گھٹنوں پر، اور انہیں ایک ایک کر کے لال مارکر سے درست کیا: پرانا تیر کاٹتیں اور دو بناتیں، ایک پرانے دروازے پر سائیکل کے ساتھ اور ایک پھاٹک پر گٹھری کے ساتھ۔ ٹونیو نے اپنا نقشہ میرے نقشے سے ملایا، لکیر لکیر۔

«برق اس طرف سے داخل ہونے والا تھا جیسا نقشے میں تھا۔»

«آپ لوگ وہاں سے داخل ہوں گے،» آئرین نے کہا۔ «سائیکلوں کے لیے نقشہ ٹھیک تھا۔ اتفاق سے۔»

ٹونیو اپنے نقشے کو دیکھتا رہا اس شخص کے چہرے کے ساتھ جسے پتہ چلے کہ وہ صحیح تھا اور اس کے لیے کچھ کیا بھی نہیں، جو برق میں نمبر نہیں دلاتا۔

ہم نکڑ پر لوٹے اور تیسرا حصہ دہرایا، اب پھاٹک تک۔ خولیتا اور میں اٹھا رہے تھے، اور نوآ نے رہنمائی کی، راستہ بنایا اور خبر دی، سب ایک ساتھ:

«رُکو! میں پٹ تھامتی ہوں! گزرو!»

ہم گزر گئے۔ میں نے پیما بھرا۔ «نکڑ ← صحن» کی قطار میں لکھا: گُنی اور خولیتا، نوآ، نوآ، اور چوتھے خانے میں، «نوآ: ‹نقشہ غلط ہے›»۔ ہر نام اپنے رنگ میں: پنسل، ہرا اور فیروزی۔

یہ پہلی قطار تھی جس کے سارے خانے بھرے تھے۔ خبر دینے والا خانہ ہم نے جمعرات کو میری وجہ سے ایجاد کیا تھا، اور اسے نوآ نے آغاز دیا۔ میں نے اس کا نام اپنی سب سے صاف لکھائی میں لکھا۔

اس نے اسے بیٹھ سے روکا، جیسے تم نے مثقل کو۔ یہ میں لکھ رہی ہوں۔ — خ.

ٹونیو نے ہمیں اپنا فارم دکھایا۔ اوپر، بڑے حروف میں، لکھا تھا کیا دہرانا پڑا:

- بدھ: فوارے کا موڑ، ۳ بار۔
- جمعہ، حصہ ۱: کچھ نہیں۔
- حصہ ۲: کچھ نہیں (سست)۔
- حصہ ۳: داخلہ۔ ٹیم کا قصور نہیں تھا: نقشے کا تھا۔

اور نیچے، دو بار خط کھنچا ہوا: «جو سب سے زیادہ دہرایا جاتا ہے وہ قدم نہیں ہیں۔ ہدایتیں ہیں۔»

«یہ آخری تو رائے ہے،» خولیتا نے کہا۔

«یہ حقیقت ہے،» ٹونیو نے کہا۔ «برق میں غلط بتایا ہوا پتہ دو بار مہنگا پڑتا ہے: جاتے ہوئے اور آتے ہوئے۔»

اس نے ہیلمٹ پہنا اور اپنی مشق کرنے چلا گیا۔ پہلی نکڑ پر، ٹن ٹن۔

رات کو، دکان میں، مارا نے چھوٹا تھیٹر اپنے ڈبے میں رکھا، اور ڈبہ پھر باقی سب جیسا ڈبہ بن گیا۔ ڈھکن بند ہونے سے پہلے نوآ نے بکسوا دیکھا۔

«کل، تیسرے سوراخ میں۔ چاہے کھلنے میں دیر ہو۔»

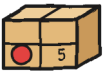
اس نے بکسوے کو دیکھتے ہوئے کہا، مجھے نہیں۔ یہ وہی بات تھی جو میں نے نکلنے سے پہلے کہی تھی۔ میں نے اسے جیتی ہوئی باتوں میں نہیں لکھا: اس نے خود طے کیا تھا، اپنے وقت پر، اور وہ ایک الگ کالم میں جاتا ہے۔

میں نے ڈائری لکیروں کے کونے میں کھولی: «میرے بغیر طے» کی چار اور نیچے، میری۔ آج میں نے کوئی نہیں بنائی تھی۔ میں نے دن دہرایا، پنسل ہوا میں، جیسے کوئی حساب کو درست مان لینے سے پہلے دہراتا ہے۔ میں نے چار اختلاف گنے۔ چاروں میں نے بلند آواز میں کہے۔ ایک جیتا۔

جمعہ۔ اختلاف: ۴۔ کہے گئے: ۴۔ جیتے: ۱۔

اپنے شیلف پر نمبر ۶ کا ڈبہ اب بھی اپنی نو مہروں کے ساتھ تھا۔ نو۔ ایک بھی زیادہ نہیں۔

جو تم نے جیتا وہ تھا بھوتا تھیٹر بحث سے پہلے زمین پر رکھنا۔ وہ میں تمہیں تحفے میں دیتی ہوں۔ — خ.



باب 5

کیا پہلے پہنچنا اہم ہے؟

ہفتے کو میں نے ہفتوں والی نارنجی شرٹ پہنی۔ یہ توہم نہیں ہے: ہفتے کو چیزیں ہوتی ہیں، اور میں چاہتا ہوں سب ایک جیسا لباس پہنوں تاکہ ان کا موازنہ کر سکوں۔

«ڈائری کے ساتھ میل کھاتی ہے،» خولیتا نے کہا۔

میں نے ڈائری شرٹ کے ساتھ لگا کر دیکھی۔ وہ صحیح تھی، ایک رنگت کے فرق کے ساتھ۔

گیارہ بجے صحن کے دونوں دروازے کئی برس بعد پہلی بار کھلے تھے، اور لوگ دونوں سے آ رہے تھے: سائیکلیں پرانے دروازے سے، نہر والی گلی سے؛ پیدل والے پھاٹک سے، فٹ پاتھ سے۔ پرانا دروازہ، پورا کھلا ہوا، سب سے زیادہ حیران لگتا تھا۔ چار دیواری سے چار دیواری تک جھنڈیاں تھیں اور ایک میز جس پر تختی تھی: منزل۔ فلورا اگلی صف میں بیٹھی تھیں، تھرموس کے ساتھ، جیسے کوئی جلوس دیکھنے آیا ہو اور آتش بازی تک رکنے کا ارادہ رکھتا ہو۔ جوتوں کی دکان والی کھڑی تھیں، بازو سینے پر۔ ویرا، ریزہ کو گود میں لیے؛ ریزہ، سر ہر ہلتی چیز کی طرف گھماتی ہوئی، اور اس صبح سب چیزیں ہل رہی تھیں۔ چار دیواری کی چوٹی پر ایک کوّی۔ اسے کسی نے بلایا نہیں تھا۔

آئرین ایک بنچ پر چڑھیں اور سیٹی بجائی۔ اسکول کے صحن کی سی خاموشی چھا گئی، جو ایسی خاموشی ہے جس کے نیچے بہت شور ہوتا ہے۔

«ہر ٹیم اپنا بوجھ یہاں تک لائے گی، سب اسٹیشنوں سے گزر کر۔ بوجھ کے ساتھ دوڑا نہیں جاتا۔ جو دوڑے گا، حصہ دہرائے گا۔ اور وقت وہ جیتتا ہے جو نہیں دہراتا۔»

میں نے لفظ بہ لفظ لکھ لیا۔ پہلی بار کسی کھیل کا قاعدہ مجھے اپنے لیے لکھا ہوا لگا۔



فہرست میں پانچ ٹیمیں تھیں، کارک کے تختے پر پنوں سے لگی ہوئی:

۱۔ برق (زوئی، ٹونیو، برونو) ۲۔ کورس ۳۔ شہ ۴۔ سوئیاں ۵۔ نوآ + ۲

برق کے پاس ایک لفافہ تھا، سائیکل پر۔ کورس کے پاس ایک اسٹینڈ۔ شطرنج والوں کے پاس ایک دیو ہیکل بساط۔ سلائی والیوں کے پاس بغیر سر کا ایک پتلا۔ ہماری ٹیم نوآ نے پیر کو لکھی تھی، مجھ سے ملنے سے پہلے۔

«ہم ‹نوآ + ۲› ہیں،» میں نے خولیتا سے کہا۔

«میں ۲ ہوں،» اس نے کہا۔ «تم ‹پلس› ہو گے۔»

میں نے نام اور عدد کے بیچ کی چھوٹی صلیب دیکھی۔ وہ کبھی نشان نہیں رہی تھی۔ میں نے اسے عہدے کی طرح لکھ لیا۔

ہر ٹیم اسی دروازے سے نکلتی تھی جہاں اس کا بوجھ سوتا تھا۔ ہمیں روانگی انٹونیو صاحب نے دی، جو قریب رہتے ہیں اور دوڑتے نہیں۔

دکان کے دروازے پر مارا نے چھوٹا تھیٹر اپنے ڈبے سے نکالا، اور چھوٹا تھیٹر گلی والے سائز تک پھیل گیا۔ نوآ نے پٹہ جلدی باندھا اور ہم نے اٹھا لیا۔

کلک۔ ایک تختہ بالشت بھر کھل گیا، جیسے کوئی منہ جسے کچھ یاد آ جائے۔

«نیچے رکھو،» میں نے کہا۔

کسی نے بحث نہیں کی۔ ہم تینوں نے ایک ساتھ، آہستہ، نیچے رکھا، جیسے اندر انڈا ہو۔ دوسری بار نوآ نے پٹہ بغیر جلدی کے باندھا، تیسرے سوراخ میں، اور آزمانے کو دو بار کھینچا۔ میں نے بکسوا دیکھا اور پھر گلی۔ دونوں ٹھیک تھے۔

انٹونیو صاحب نے ٹوپی اتاری اور ایک جھٹکے سے نیچے کی، جو جھنڈے کا کام کرتی تھی۔

«آرام سے،» انہوں نے کہا، «یہی پہنچنے کا طریقہ ہے۔»

مارا آخر میں آئیں، خالی ڈبہ بغل میں۔ اندر کچھ نہ ہو تو وہ زیادہ بڑا لگتا تھا۔



پہلا حصہ۔ خولیتا رہنمائی کر رہی تھی۔

«پانچ قدم... بائیں موڑ!»

«پٹہ!»

ہم لنگڑی مچھلی کے گرد آہستہ آہستہ مڑ رہے تھے، پورا موڑ گھیرے ہوئے، جب زوئی سائیکل پر آئی۔ وہ سب سے آگے تھی۔ اس نے بریک لگائی اور ایک پاؤں زمین پر رکھا۔

«تم گزر جاؤ۔ اس کے ساتھ دوڑا نہیں جاتا۔»

وہ رکی رہی جب تک ہم موڑ سے نکل نہ گئے۔ پھر چلی گئی۔ ہم بیس سیکنڈ آگے رہے۔ اس نے خود ناپا۔

اس نے اچانک بریک لگائی۔ چوٹی کو ذرا زیادہ دیر لگی۔ — خ۔

ہر اسٹیشن پر ایک کارڈ پر مہر لگتی تھی۔ بیکری کا کارڈ ایلیسا کے پاس تھا، جو آٹے سے بھرے انگوٹھے سے مہر لگاتی تھیں اور ایسے دباتی تھیں جیسے کارڈ گندھا آٹا ہو اور اسے آرام کرنے دینا ہو۔ ہمارے کارڈ پر انہوں نے تین سفید نشان چھوڑے، ہر سر کا ایک، حالانکہ ہم تب پہنچے جب برق کے کارڈ کا آٹا پہلے ہی سوکھ چکا تھا۔

برق تین بار ہمارے آگے سے گزرا، ہر بار ایک الگ گلی سے۔ چھوٹے تھیٹر کے پیچھے سے برق کوئل والی گھڑی لگتا تھا: نکلتا، بجتا اور اندر ہو جاتا۔ ٹونیو دونوں ہاتھ ہینڈل پر رکھے نکڑوں پر گھنٹی بجاتا تھا۔ برونو کے پاس لفافہ تھا۔ زوئی آگے تھی اور ہر اسٹیشن پر انتظار کرتی، کارڈ کو اس وقت تک نہ چھوتی جب تک تینوں نہ آ جاتے۔ دوسری بار جب وہ گزرے تو ٹونیو نے گھڑی نہیں دیکھی: ہمیں دیکھا۔ پورے دن میں یہ اس کی کسی رائے سے سب سے زیادہ ملتی جلتی چیز تھی۔



دوسرے حصے میں خولیتا اور نوآ اٹھا رہی تھیں، اور رہنمائی میں کر رہا تھا۔ کورس ہم سے آگے نکل گیا، اپنے اسٹینڈ کے ساتھ۔ دوڑتا ہوا۔ آئرین کی سیٹی بجی، جو ایک ساتھ ہر جگہ تھیں، اور کورس دھیمے سے گاتا ہوا فوارے پر لوٹا، جو ایسا گانا ہے جب حصہ دہرانا ہو۔

شطرنج والے آگے نکلے، بساط پہلو کے بل اور مہرے ایک تھیلے میں جو اولوں کی طرح بجتا تھا۔ سلائی والیوں کا پتلا تک آگے نکل گیا، افقی، پنجوں کے بل چلتی تین سلائی والیوں کے ہاتھوں میں، جیسے پتلا سو رہا ہو۔ بغیر سر کے پتلے کا آگے نکل جانا ایسا تجربہ ہے جسے میں ناپ نہیں سکتا، اور میں نے کوشش کی۔

خولیتا نہیں دوڑی۔ ہاں: اس کا ایک پاؤں چل پڑا۔ اس نے اسے لوٹا دیا۔

«کیا پہلے پہنچنا اہم ہے؟» اس نے پوچھا۔

«لیبل پر ‹پہلے› نہیں لکھا،» نوآ نے کہا۔ «‹تہہ کر کے› لکھا ہے۔»

«کنارہ،» میں نے کہا۔

ہم نے اسے چڑھایا۔

کورس نے حصہ گاتے ہوئے دہرایا۔ لوٹتے ہوئے بہتر سُر میں تھا۔ — خ.



تیسرا حصہ۔ پھاٹک تک نوآ نے رہنمائی کی۔ وہاں ہم نے چھوٹا تھیٹر زمین پر رکھ دیا۔

«کون کھولے گا؟» خولیتا نے پوچھا۔ اور جواب کا انتظار کیا۔

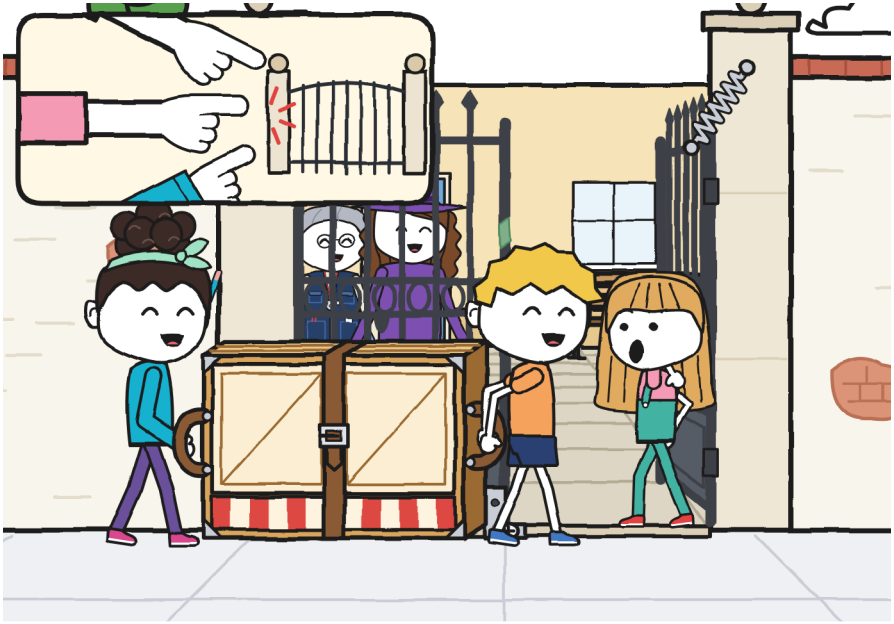
ہم تینوں نے ایک ساتھ اشارہ کیا۔ ہفتے میں یہ تیسری بار تھی۔ منگل کو ہر ایک نے الگ جگہ کی طرف اشارہ کیا تھا۔ جمعے کو ہر ایک نے کسی اور آدمی کی طرف۔ اس بار تینوں نے ایک ہی جگہ: نوآ نے پھاٹک کی طرف کیا، خولیتا نے پھاٹک کی طرف اور میں نے پھاٹک کی طرف۔ پھر ہم ہنس پڑے، کیونکہ اس طرح یہ طے نہیں ہوتا کہ کون۔ تین بازو ایک دروازے کی طرف دروازے کے بارے میں بہت پکی رائے ہیں اور ہمارے بارے میں کوئی نہیں۔

«تم،» میں اور نوآ نے کہا۔

نوآ اپنے دستے پر چلی گئی۔ خولیتا نے پٹ کو پیٹھ اور دونوں ہاتھوں سے تھاما، پاؤں اچھی طرح جمے ہوئے، اور اس بار کوئی نہیں ہلا۔

«رُکو! میں پٹ تھامتی ہوں! گزرو!»

ہم گزر گئے۔ تہہ شدہ۔ پورا۔



«اکتالیس منٹ،» آئرین نے کہا۔

برق کو چودہ لگے تھے۔ تینوں زمین پر بیٹھے تھے، سائیکلوں کے پاس، پسینے کے بغیر۔ زوئی نے دو انگلیوں سے سلام کیا؛ برونو نے پورے ہاتھ سے۔

مارا ڈبہ بغل میں لیے آئیں۔ آئرین نے اپنے صحن کے فرش پر چھوٹے تھیٹر کو دیکھا، تہہ شدہ، پٹہ اپنی جگہ، اور بہت دیر اوپر سے نیچے تک دیکھتی رہیں، جیسے کسی ایسے کو دیکھتے ہیں جو لمبے سفر سے آیا ہو یہ جانچنے کو کہ پورا آیا ہے۔ انہوں نے فائل کھولی اور مارا کو رجسٹر کا ورق دکھایا: «تھیٹر ورکشاپ۔ ذمہ دار: آئرین»۔ مارا نے اسے اپنے انداز میں پڑھا، انگلی سے، پہلے سطر اور پھر مہر۔ خولیتا نے انہیں ہرا مارکر دیا، جو مٹتا نہیں۔

«میرے کام کا ہے،» آئرین نے کہا۔ اور لیبل پر دستخط کر دیے۔

لیبل پر لفظ «ڈیلیور ہو گیا» ظاہر ہو گیا۔ کسی نے نہیں لکھا تھا۔ گرد «واپس شدہ» کی نو مہریں تھیں، مارا کے ہر سفر کی ایک، اور بیچ میں اب ایک ہرا دستخط جو کہیں جانے کا ارادہ نہیں رکھتا تھا۔



آئرین نے مرکز کی انوینٹری کھولی چھوٹے تھیٹر کو لکھنے کے لیے۔ ضرورت نہیں پڑی: اس کا صفحہ پہلے سے تھا۔ اوپر لکھا تھا تہہ ہونے والا چھوٹا تھیٹر · وصولی زیر التوا، اور نیچے، ایک خانے میں جس پر آزمائشیں لکھا تھا، ایک پرانی، ٹیڑھی سطر تھی، بہت بری لکھائی میں:

«صحن میں آزمایا۔ تہہ شدہ، دونوں دروازوں سے گزرتا ہے۔ کھلا ہوا، نہیں۔ —ر.»

ہم تینوں اسے پڑھنے کو جھک گئے، اتنا کہ سروں نے اس پر سایہ کر دیا۔

«یہ میرے ورکشاپ سنبھالنے سے پہلے کی بات ہے،» آئرین نے کہا۔ «مجھے نہیں معلوم یہ کون ہے۔»

«ہمیں بھی نہیں،» خولیتا نے کہا۔ «لیکن ہم باتیں جانتے جا رہے ہیں۔»

ر. اس صحن میں رہا اور بھیجنے سے پہلے چھوٹا تھیٹر آزمایا۔ اس بار دونوں دروازے ناپے: پھاٹک اور پرانا۔ جو ر. جانتا تھا وہ ایک سطر میں آتا تھا۔ ہمیں اس میں ایک ہفتہ لگا تھا۔

ایلیسا کا دروازہ: صحن کے دونوں دروازے۔ ر. کا کام: دروازے ناپنا۔ میں اسے فارم کے لیے رکھتی ہوں۔ — خ.



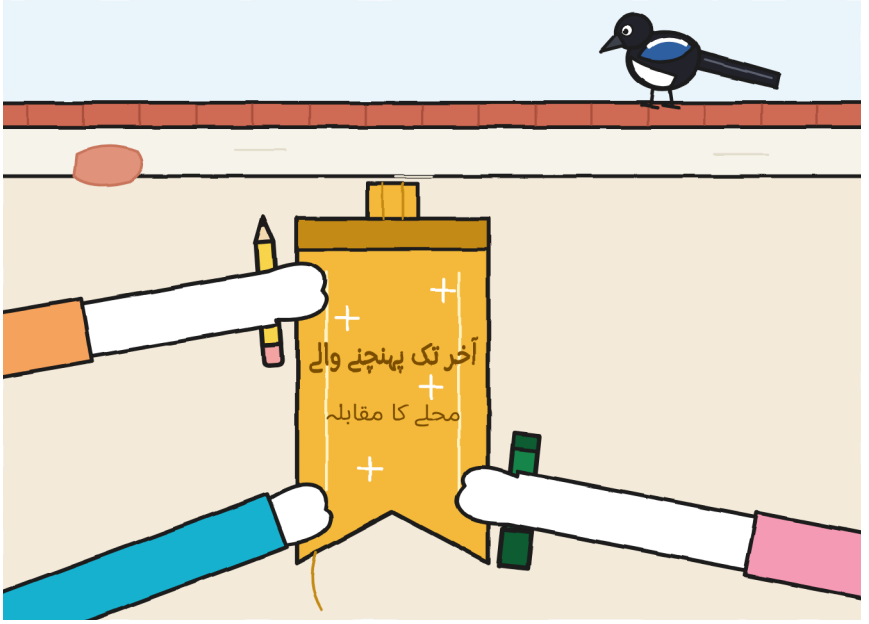
برق جیت گیا، ایک بھی حصہ دہرائے بغیر۔ انعام ایلیسا کی ایک بڑی روٹی تھی جس پر آٹے سے ۱ بنا تھا۔ زوئی نے اسے تین ٹکڑوں میں توڑا۔ برونو کا ٹکڑا اس کے ٹکڑے جتنا بڑا تھا؛ میں نے اندازے سے ناپا، اور ٹکڑوں میں میری آنکھ غلط نہیں ہوتی۔

جو ٹیمیں پورے بوجھ کے ساتھ پہنچیں، آئرین نے انہیں ایک ربن دیا۔ ہمارا میں نے قریب سے دیکھا کیونکہ ہم تینوں نے تھام رکھا تھا: ایک ہاتھ پنسل والا، ایک ہرے مارکر والا اور ایک فیروزی آستین والا۔ وہ سنہری ساٹن کا تھا، چمک ایسی جو پاس سانس لینے پر جگہ بدلتی تھی، اوپر ایک چھوٹی گرہ اور کنارہ جس سے ایک دھاگا پہلے ہی نکل رہا تھا۔ اس پر، ایسے حروف میں جو دور سے پڑھے جاتے تھے، لکھا تھا: آخر تک پہنچنے والے · محلے کا مقابلہ۔

چار دیواری پر کوّی نے سر ایک طرف کر لیا۔ یہی میں کرتا ہوں جب کوئی ایسا نقشہ سامنے ہو جو سمجھ نہ آئے۔

«‹آخر تک پہنچنے والا› سب سے آخری ہوتا ہے،» خولیتا نے کہا۔

«وہ جو آخر تک پہنچے،» نوآ نے کہا۔



«ہم آخر تک آخر میں پہنچے،» میں نے کہا۔ «دونوں پر پورا اترتا ہے۔»



«چونکہ یہ یہاں ہے،» آئرین نے کہا، «تو اسے استعمال کرنا ہی پڑے گا۔»

انہوں نے اسے مارا کے ساتھ کھولا، ہاتھ لمبے تختوں پر۔ کلک، کلک، کلک۔ پورے ہفتے میں یہ پہلی بار تھی کہ میں نے اسے جان بوجھ کر کھلتے سنا، اور آواز وہی تھی: لگتا ہے چھوٹے تھیٹر کو کوئی فرق نہیں پڑتا۔

ہم پیچھے تھے۔ ہمارے پاس ایک کھیل گھڑنے کے لیے دو منٹ تھے۔ نوآ نے کردار بانٹے۔ پہلے اس نے پوچھا:

«کون کم بولنا چاہتا ہے؟»

میں نے ہاتھ اٹھایا۔ پورے مقابلے کا سب سے تیز ہاتھ تھا۔

ریزہ ویرا کے ہاتھ سے چھوٹی، ایک میٹر اڑی اور ایک تختے پر بیٹھ گئی، بالکل سیدھی، دم عین کھڑکی کے سامنے لٹکتی ہوئی۔ اس ہفتے اس چوکھٹے میں سے ٹونیو منہ بھرا ہوا دکھائی دیا تھا، نوآ گلی کے بیچ اور انٹونیو صاحب بساط کے آگے سوئے ہوئے۔ اب ریزہ کی دم۔ چوکھٹے کی آنکھ اس کے لیے بے خطا ہے جو نہیں ہونی چاہیے۔ یہی کھیل تھا اور ابھی شروع بھی نہیں ہوا تھا۔

ویرا نے اسے پھیلے ہوئے بازوؤں سے اٹھایا، اور ریزہ اٹھ گئی، «میں نے نہیں کیا» والے چہرے کے ساتھ جو اس نے پہلے دن مجھ سے نقل کیا تھا۔



کھیل کا نام تھا «وہ پارسل جو اندر نہیں آنا چاہتا تھا»۔ خولیتا مارا بنی، کاغذ کی مخروطی ٹوپی پہنے۔ نوآ تمام دروازے بنی، اور صرف پاؤں بدلنے سے ہر ایک الگ نکلتا۔ میں پارسل بنا، کھڑکی سے جھانکتا ہوا۔

«ورکشاپ؟» نوآ کہتی۔ «یہاں، سلائی۔»

«واپس شدہ،» میں کہتا۔

«ورکشاپ؟ یہاں، کورس۔»

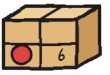
«واپس شدہ۔»

میں نے نو بار کہا۔ حاضرین گنتے رہے، اور کورس نے، جو اسی لیے آیا تھا، سُر ملا کر گنا۔ دسویں بار نوآ نے بازو کھول دیے، اور میں نے دوسرا لفظ کہا۔

سلام کرنے کے لیے ہم تینوں کھڑکی میں جھانکے۔ ہم سما گئے۔ بھنچے ہوئے۔ میرا بایاں کان خولیتا کا تھا اور دایاں نوآ کے جوڑے کا۔ نیچے، مارا، اصلی ٹوپی والی، دو انگلیوں سے تالی بجا رہی تھیں۔



ٹکڑوں میں نہیں بٹتا۔ آدمی خود کو کھینچ لیتا ہے۔ — خ۔



باب 6

جب آزمائش ختم ہوتی ہے تو کیا بچتا ہے؟

شام کو ہم لیبل لے کر دکان لوٹے۔ نوآ بھی آئی۔ وہ دروازے پر رک گئی، نوٹ بک لٹکی ہوئی، شیلف کے پارسل انگلی اور ہونٹوں سے گنتی ہوئی، بغیر آواز کے۔

خولیتا نے تختی دیکھی۔ پھر مارا کو دیکھا۔

«کیا میں؟»

«تمہاری تختی ہے۔»

وہ نیلے اسٹول پر چڑھی، ۱۵ کاٹا اور بڑا کر کے ۱۴ لکھ دیا۔ مارا نے لیبل اپنی کتاب میں چپکایا، باقی پانچ کے ساتھ، اور اوپر سے دو بار ہاتھ پھیرا، جیسے چادر ہموار کی جاتی ہے۔

دروازے پر نوآ نے گنتی ختم کی۔

«چودہ،» اس نے کہا، کسی سے نہیں۔

«چودہ،» خولیتا نے اسٹول سے کہا، مارکر ابھی کھلا ہوا۔

ٹونیو درجہ بندی لایا، محلے کے مرکز کی مہر کے ساتھ، کہ میں اسے ڈائری میں نقل کر لوں: برق، چودہ منٹ؛ شہ، انتیس؛ سوئیاں، تینتیس؛ کورس، اڑتیس، ایک حصہ دہرایا ہوا؛ نوآ + ۲، اکتالیس۔ میں نے اسے دو بار دیکھا۔ «برونو» پورا تھا، بغیر کٹا ہوا اور بغیر کسی چیز کے اوپر۔ ہماری ٹیم نوآ نے اپنی فیروزی پنسل سے ٹھیک کی، کسی کے کہے بغیر: «+ ۲» کاٹا اور اوپر لکھا نوآ، خولیتا اور گُنی۔

«پیر کو مجھے نہیں معلوم تھا تم کیا کہلاتے ہو،» اس نے کہا۔ «یعنی۔ گُنی کیا کہلاتا ہے۔»

میں نے ر. کا کارڈ نکالا۔ اس پر گیارہ سراغ تھے۔ میں نے ایک اور لکھا: «۱۲۔ بھیجنے سے پہلے مرکز کے صحن میں چھوٹا تھیٹر آزمایا۔ انوینٹری میں ہے۔» ٹونیو نے پڑھا۔ اپنا بھی پڑھا، نیچے، زیر التوا: ایک وضاحت، اور انگلی نیچے پھیری، سیاہی کو چھوئے بغیر۔ کچھ نہیں کاٹا۔

«اس نے چھوٹے تھیٹر کو آزمایا،» اس نے کہا۔ «میری گھنٹی کو نہیں۔»

«یہ ہمیں معلوم نہیں،» خولیتا نے کہا۔

«میری گھنٹی کی کسی انوینٹری میں کوئی سطر نہیں ہے،» ٹونیو نے کہا۔ اور یہ بھی سچ تھا۔



پھر میں نے نقشہ کاؤنٹر پر کھولا۔ یعنی: وہ اب تہہ نہیں تھا۔ جمعرات سے وہ ڈائری کے اندر کھلا ہوا سفر کرتا تھا، اوپر سے جھانکتا ہوا، لیکن اس پر تہوں کے نشان تھے، صلیب کی شکل میں، کھڑکی کی طرح، اور وہ نہیں جاتے۔ نقشہ یاد رکھتا ہے اسے کیسے رکھا گیا۔

میں نے اسے ایک کونے پر ناپنے کے فیتے سے اور دوسرے پر پنسلوں کے ڈبے سے دبایا۔

«اس میں تمہارا حصہ کم ہے،» میں نے نوآ سے کہا۔ «فوارے سے آگے کا۔ ان گلیوں کے بارے میں میں صرف میٹر جانتا ہوں۔»

یہ جملہ میں نے مشق نہیں کیا تھا۔ سوچا تھا، جو الگ بات ہے: کھیل کے دوران، کھڑکی سے جھانکتے ہوئے، چھٹی «واپس شدہ» اور ساتویں کے بیچ۔

نوآ نے خولیتا کو دیکھا۔ خولیتا نے چھت کو دیکھا، جو اس کا الگ رہنے کا انداز ہے، اور ایسی دلچسپی سے جو دکان کی چھت نے کبھی نہیں کمائی۔

«کیا میں اس پر لکھ سکتی ہوں؟»

«اسی لیے تو دکھا رہا ہوں۔»

میں نے نقشہ دونوں ہاتھوں سے اس کی طرف سرکایا۔ نوآ نے کان کے پیچھے سے پنسل نکالی اور کچھ دیر اوپر رکھی، کاغذ کو چھوئے بغیر، جیسے ہاتھ رکا رہتا ہے کسی ایسے دروازے کو کھٹکھٹانے سے پہلے جو اس کا نہ ہو۔ پھر نیچے آئی۔

پہلی بار تھی کہ کسی اور پنسل نے اس کاغذ کو چھوا۔ ہر بار جب فیروزی نوک نیچے آتی، میں فیتے کو اس کے کونے پر ذرا اور دباتا، حالانکہ نقشے کا کہیں جانے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ خولیتا نے محسوس کیا اور کچھ نہیں کہا، جو خولیتا کے لیے محسوس کرنے کا بہت شور والا طریقہ ہے۔

اس نے اپنی گلی بڑھائی، مرکز اندر سے، کمرے، صحن اور ان کو ملانے والی راہداری کے ساتھ، اور فاصلے، قدموں میں۔ وہ چھوٹا اور سیدھا لکھتی ہے، جیسے ہر حرف کو ایک ٹائل میں سمانا ہو۔ میں میٹر ساتھ لکھتا۔ «فوارے سے میرے گھر کے پھاٹک تک: ۸۰ قدم»، اس نے لکھا، اور میں نے ساتھ: «۴۶ م»۔ اسی ضرب اٹھاون چھیالیس اور چالیس بنتے ہیں۔ میں نے ادب سے نیچے کی طرف گول کر دیا۔ میرے نقشے میں پہلی بار دو اکائیاں تھیں، اور کوئی غلط نہیں تھی۔ صحن میں نوآ نے فیروزی صلیب لگائی: «نوآ کی جگہ: یہاں قدم گنتی ہے»۔

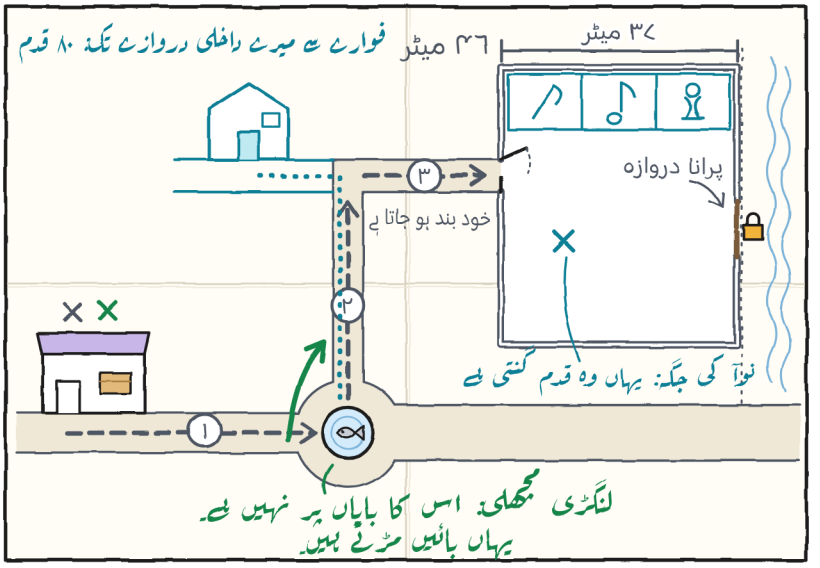
خولیتا سے مزید برداشت نہ ہوا۔ اس نے مارکر کھولا اور فوارے کے پاس، ہرے رنگ میں اور اجازت مانگے بغیر لکھا: «لنگڑی مچھلی: بایاں پر نہیں ہے۔ یہاں بائیں مڑتے ہیں»۔ دکان پر ہم نے دو صلیبیں لگائیں، ایک پنسل کی اور ایک ہری، اتنی قریب کہ چھوتی تھیں۔

اوپر، نقشے کا نام تھا گُنی کا نقشہ۔ نیچے میں نے نیا نام لکھا: محلے کا نقشہ (تینوں کا)۔ قوسین میرا خیال تھا۔ قوسین وہ چیز ہیں جو مجھے سب سے اچھی آتی ہے۔

اور جب وہ لکھ رہی تھیں تو انہوں نے مجھے لنگڑی مچھلی کی کہانی سنائی۔ دونوں نے ایک ساتھ سنائی، کاؤنٹر کے دونوں طرف سے، اور میں ایک سے دوسری کی طرف سر ایسے گھماتا رہا جیسے جال کے پاس سے میچ دیکھتے ہیں۔ لمبی ہے۔ اتنی اچھی نہیں جتنی وہ کہتی ہیں۔ لیکن اب مجھے آتی ہے۔

بہت اچھی ہے۔ ہم نے بری طرح سنائی۔ ایک دوسری پر چڑھ گئیں۔ — خ.

تینوں کا محلے کا نقشہ



خولیتا نے ربن دوپہر سے کلائی پر باندھ رکھا تھا۔ اس کے تین دھاگے کھل چکے تھے۔ میں نے گنے کیونکہ وہ بھی گن رہی تھی، دھیمی آواز میں، جب بھی کوئی ڈانگری کی جیب میں اٹک جاتا۔

«اگر میں اسے رکھوں تو پیر کو جھالر بن جائے گا،» اس نے کہا۔ «کیا ہم اسے ڈائری میں رکھ دیں؟»

ہم نے اسے پہلے صفحے پر چپکایا، «مشترک» کے نیچے اور اس ہری لکھائی کے نیچے جو آدھا ورق گھیرتی ہے، ہر سرے پر ٹیپ کے ایک ٹکڑے کے ساتھ۔ نوآ نے ایک سرا تھاما، خولیتا نے دوسرا، اور میں نے دونوں ٹکڑے سیدھے لگائے۔ گرہ اوپر رہی، ذرا ابھری ہوئی؛ چمک جگہ بدلتی تھی جب بھی کوئی ساتھ والا صفحہ پلٹتا۔ ایک کونے میں ہم نے تین

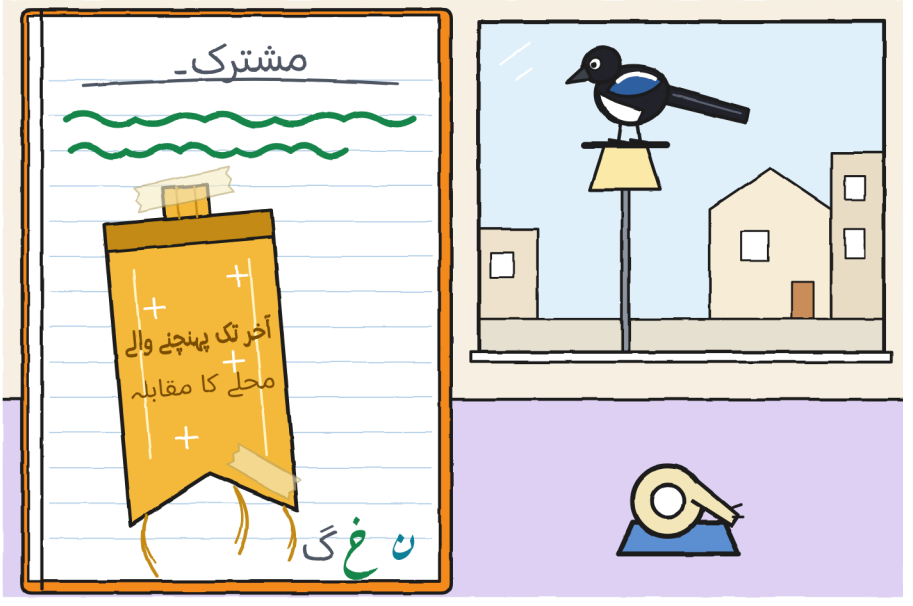
چھوٹے ابتدائی حروف لگائے: گ، پنسل میں؛ خ، ہرے میں؛ ن، فیروزی میں۔

میں نے آزمانے کو ڈائری بند کی۔ بند ہونا بدتر ہو گیا: گرہ ابھار بناتی تھی اور ڈھکن ایک کونے سے ذرا اٹھا رہتا تھا، جیسے کوئی جو جانے کو پوری طرح تیار نہ ہو۔ میں نے حاشیے میں «نقص» لکھا اور پھر مٹا دیا۔

میں نے اسے اس کے کھلے دھاگوں کے ساتھ بنایا۔ اگر کھلتا ہے تو کھلتا ہے: میں اسے جتنا ہے اس سے نیا نہیں بناؤں گا۔

شیشے سے، چار دیواری کی کوّی کھمبے پر سے ہمیں دیکھ رہی تھی۔ ربن کو دیکھ رہی تھی، ہمیں نہیں۔ میں نے محسوس کیا کیونکہ میں اس کی جگہ ہوتا تو یہی دیکھتا۔

میری ڈائری تمہاری جتنی اچھی بند نہیں ہوتی۔ اس لیے — خ.



نوآ نے صفحے پیچھے کی طرف پلٹے۔ پہلے اجازت مانگی، ہاتھ کھلا ڈائری کے اوپر، چھوئے بغیر، اور میں نے سر سے ہاں کہی۔ اس نے آہستہ پلٹے، ایک ایک کر کے، کوئی چھوڑے بغیر: منگل کا پیما، بدھ کی ہری قطار، آخری صفحہ اپنے چار دیواری کے ٹکڑے اور آدھے تالے کے ساتھ، جمعرات کا نیا خانہ۔ لکیروں کے کونے تک پہنچی۔

«اور یہ؟»

اس کا ہاتھ اسے ڈھانپنے کے ٹھیک فاصلے پر تھا۔ میں نے نہیں ہٹایا۔

«ایک حساب جو میں غلط رکھ رہا تھا۔»

«اور یہ دوسرا؟» اس نے بلند آواز میں پڑھا: «‹پھاٹک کو پتھر بھی تھام سکتا ہے›۔»

«میں نے منگل کو سوچا تھا۔»

خولیتا نے ٹانگ کو اسٹول سے ٹکرا کر جھلانا بند کر دیا۔ ٹونیو نے اپنے ڈبے سے گھڑی سے نظر اٹھائی، جو کچھ نہیں ناپ رہی تھی۔

«پتھر ‹کنارہ› نہیں کہتا،» نوآ نے کہا۔ «نہ پندرہ بار ‹رُکو›۔»

اس نے یہ ایسے کہا جیسے وہ باتیں کہتی ہے، گنتے ہوئے۔ پھر صفحہ آگے پلٹا، پھر ربن تک، جیسے کوئی کتاب وہیں رکھ دیتا ہے جہاں سے ملی ہو۔

میں نے لکیریں نہیں مٹائیں۔ پنسل سے مٹ سکتی ہیں، لیکن میں نے نہیں چاہا۔ جملے کے نیچے میں نے ایک چھوٹا پتھر بنایا، بُلبلے کے ساتھ۔ اسے خالی چھوڑ دیا۔

انہیں مت مٹاؤ۔ وہ تھوڑی سی میری ہیں۔ — خ.

اتوار کو، صبح ہوتے ہی، نوآ نے نگرانی کی، جو مرکز کے سامنے رہتی ہے۔ نو بجے وہ دکان میں ایک پرچی لائی۔ قدم گنتی آ رہی تھی؛ ہونٹوں سے پتہ چلتا تھا۔ وہ تین برابر حصوں میں تہہ تھی؛ میں نے جانچا۔ اس میں، فیروزی رنگ میں اور چھوٹی سیدھی لکھائی میں، لکھا تھا:

- ۷:۳۸: چھوٹا تھیٹر، ورکشاپ میں، تہہ شدہ۔
- ۷:۴۴: صبح ہو گئی۔ نہیں ہلتا۔
- ۷:۵۰: اب بھی وہیں۔ اس کے چلے ہوئے قدم: صفر۔ —نوآ

وہ مجھ سے بہتر نگرانی کرتی ہے، مجھ سے بہتر لنتی ہے اور روٹی نہیں بناتی۔ تین میں سے دو۔ — خ.

مارا نے شٹر آدھا اٹھایا کہ ہم گزر سکیں، اور میں نے شیلف بنایا: چودہ پارسل اور چھ خالی جگہیں، ایک کے بعد ایک، ۱ سے ٦ تک، جیسے ترتیب سے گرنے والے دانت۔ تختی کو ہاتھ لگانے کی ضرورت نہیں پڑی۔

«چھ،» مارا نے کہا۔ اور اپنی کتاب بند کر دی۔

ٹونیو اپنے ڈبے میں تھا، ہیلمٹ پہنے، حالانکہ اتوار تھا۔ نوآ دروازے کے پاس کھڑی رہی۔ کسی نے اسے بیٹھنے یا جانے کو نہیں کہا۔ وہ اپنی مرضی سے آئی، اور پیر کو اس کی مشق ہے۔



ڈائری ختم کرنے کے لیے میں نے چھوٹے تھیٹر کی کھڑکی بنائی، خالی۔

فٹے سے بنائی: چوکھٹا، چھوٹا پردہ ایک طرف سمٹا ہوا، لکڑی اپنے ریشوں کے ساتھ۔ اندر، کچھ نہیں۔ یہ ہفتے کی پہلی کھڑکی تھی جس میں سے اتفاق سے کوئی نہیں گزر رہا تھا، اور مجھے اسے ایک لمحہ ایسے چھوڑنا مناسب لگا، جیسے کوئی دروازہ کھلا چھوڑ دیتا ہے جب سیڑھیوں میں کسی کی آہٹ ہو۔

میں نے خود کو پہلے بنایا، پنسل سے، ایک طرف، جہاں میں تصویروں میں کھڑا ہوتا ہوں۔ خود کو بنانا سب سے مشکل کام ہے: باہر سے ناپا نہیں جا سکتا۔ سنجیدہ بنا اور بال اچھی طرح جمے ہوئے، جیسے میں انہیں رکھتا نہیں بلکہ رکھنا چاہوں گا۔ میں نے درست نہیں کیا۔ بہت سی جگہ چھوڑ دی۔

پھر میں نے ڈائری کاؤنٹر پر کھلی چھوڑ دی، ان کے رخ پر، پنسل آڑی اس پر رکھی۔ میں نے نہیں بتایا کس لیے۔ مارا، پیچھے، نے نہیں دیکھا: روشنائی کی شیشیاں سیدھی کرنے لگیں، ایسی توجہ سے جس کی انہیں ضرورت نہیں تھی۔

نوآ نے میری ڈائری پر بنانے سے پہلے اجازت مانگی۔ خولیتا نے نہیں۔

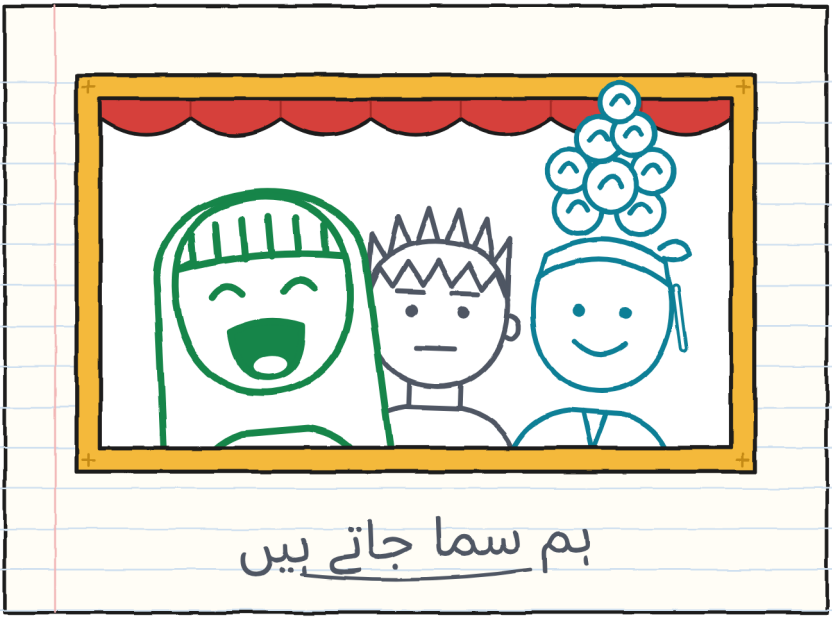
خولیتا نے خود کو ہرے رنگ میں بنایا، منہ کھلا اور باقی دونوں سے بڑا، کیونکہ، اس کے بقول، اصل زندگی میں بھی وہ زیادہ جگہ گھیرتی ہے۔ نوآ نے دو انگلیوں سے بچی ہوئی جگہ ناپی، جیسے وہ چھوٹی چیزیں ناپتی ہے، اور خود کو اندر بنایا، فیروزی رنگ میں۔ جوڑا اوپر سے چوکھٹے سے باہر نکل گیا۔ اس نے درست نہیں کیا۔ نوآ کو چوکھٹے اوپر سے چھوٹے پڑتے ہیں، اور وہ جانتی ہے۔

ہم ہفتے کو اصلی کھڑکی میں سما گئے تھے، بھنچے ہوئے۔ کاغذ والی میں، جو میں نے بہت جگہ کے ساتھ بنائی تھی، ہم ویسے ہی بھنچ گئے۔ بچی ہوئی جگہ کسی نے استعمال نہیں کی۔

نیچے، پنسل سے، میں نے ایک لفظ لکھا:

سما گئے۔

مشترکہ مشترکہ ہوتا ہے۔ یہ پہلے صفحے پر لکھا ہے۔ — خ۔



جدول باقی تھی، جو میری ساری ڈائریوں کو بند کرتی ہے۔ اس بار میں نے اسے حصہ بہ حصہ بنایا، جیسے پورا ہفتہ ناپا گیا ہے۔

ڈیلیوری نمبر ٦۔ حصہ بہ حصہ (کون اٹھاتا تھا · کون رہنمائی کرتا تھا · کیا دہرانا پڑا):

- دکان ← لنگڑی مچھلی کا فوارہ: گُنی اور نوآ · خولیتا · فوارے کا موڑ (تین بار)۔
- فوارہ ← نکڑ: خولیتا اور نوآ · گُنی · کچھ نہیں (لیکن آہستہ)۔
- نکڑ ← صحن: گُنی اور خولیتا · نوآ · داخلہ: نقشہ پرانا تھا۔
- ہفتہ: تینوں · تینوں، باری باری · پٹہ (دوسری بار میں، تیسرے سوراخ میں)۔

- ہم سے پہلے: مارا، اکیلی · کوئی نہیں · نو سفر۔
- ر.: ؟ · ؟ · ہمیں نہیں معلوم۔

نیچے میں نے تین کا پیما بنایا، اس کے چاروں بھرے خانوں کے ساتھ اور تینوں نام جگہ بدلے ہوئے۔

تین خانے۔ بلکہ چار۔ تین نام۔ کوئی خالی نہیں۔ — خ.

ناممکن ڈیلیوریاں ۷۰

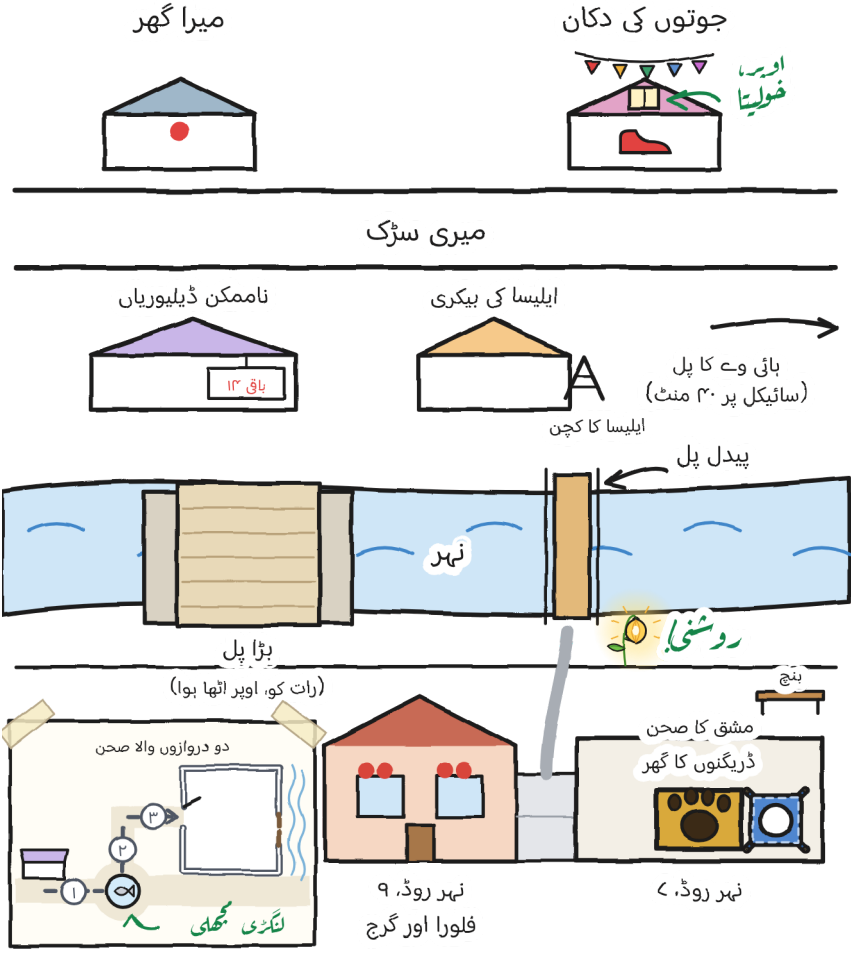
(بہت جلد)



اس بار لیبل نے ایسا وقت مانگا تھا جس پر میں پہلے ہی پاجامے میں ہوتا ہوں۔

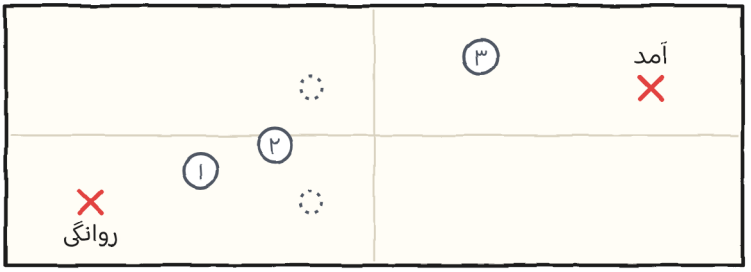
جب سب بند کر دیتے ہیں تو کون جاگ رہا ہوتا ہے؟ میرے علاوہ۔ — خ.

محلہ (ورژن ٦)


جوتوں کی دکان
اوپر، خوبصورتی
میرا گھر
میری سڑک
ایلیسا کی بیکری
ناممکن ڈیلیوریاں
باقی ۱۴
ہائی وے کا پل
(سائیکل پر ۴۰ منٹ)
ایلیسا کا کچن
پیدل پل
نہر
روشنی!
بڑا پل
(رات کو، اوپر اٹھا ہوا)
بنچ
مشق کا صحن
ڈریگنوں کا گھر
دو دروازوں والا صحن
۳
۲
۱
لنگڑی مچھلی
نہر روڈ، ۹
فلورا اور گرج
نہر روڈ، ۷

تمہارا سفر

کون اٹھاتا ہے؟ کون رہنمائی کرتا ہے؟ کون راستہ بناتا ہے؟ کون خبر دیتا ہے؟



تین کا پیما

	اٹھانا	رہنمائی کرنا	راستہ بنانا	خبر دینا
حصہ ۱				
حصہ ۲				
حصہ ۳				

اگر کسی خانے میں ہمیشہ ایک ہی نام آئے تو بدل دو۔ — خ.

ایک کہانی، چھ سائز

یہ کتاب چھ سائز میں، 3 سے 16 سال تک، اور 20 سے زیادہ زبانوں میں دستیاب ہے۔ XXS، XS، S، M اور L کہانی کو صفحہ بہ صفحہ، انہی تصویروں کے ساتھ اور ہر بار مزید باریکیوں کے ساتھ سناتے ہیں؛ XL ناول ہے: وہی کہانی، جس میں ہر اس بات کی جگہ ہے جو گُنی سوچتا تو ہے مگر کہتا نہیں۔

یورپی مشترکہ حوالہ جاتی فریم ورک کی سطحیں تقریبا یہ ہیں:
XXS, pre-A1 · XS, A1 · S, A2 · M, B1 · L, B2 · XL, B2–C1۔

ہر ایک اپنے سائز میں بھوٹا کھیڑ وہی۔ — خ۔

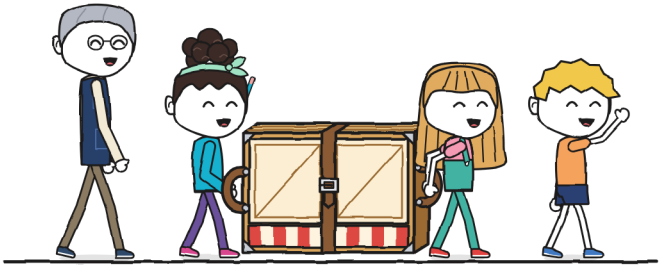
گھر والوں اور اساتذہ کے لیے

ہر باب کی مشق linguaula.com پر کریں (سائز L کی مشقوں کے ساتھ)

اصلی منتقلی: کیا کرنا ہے

1. نکلنے سے پہلے پورا راستہ دیکھ لو۔
2. ایک شخص آزاد چلتا ہے: دروازے کھولتا ہے اور خبر دیتا ہے۔
3. ہاتھ دستوں پر۔ قبضوں اور چٹخنیوں سے دور۔
4. بوجھ کے ساتھ نہ دوڑو اور نہ مقابلہ کرو۔
5. اگر کوئی «رُکو» کہے تو سب رک جاتے ہیں۔
6. پہلے زمین پر رکھو؛ پھر بحث کرو۔
7. بڑی چیز کو دو لوگ مل کر، کسی بالغ کے ساتھ، کھولتے اور تہہ کرتے ہیں۔

مہر «صرف کہانی میں» اس چیز پر لگتی ہے جو کہانی میں ہو سکتی ہے، مگر اصلی منتقلی میں نہیں۔



اور اگر تمہیں راستے کے بارے میں مجھ معلوم ہو تو پہلے بتا دو۔ — خ.